وَ اِنْ تُطِعْ اَکْثَرَ مَنْ فِی الْاَرْضِ یُضِلُّوْکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ط اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ اِنْ ھُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ (الانعام:۱۱۶)

’’اور اگر تم زمین میں بسنے والوں کی اکثریت کے پیچھے چلو گے تو وہ تمہیں اللہ کے راستے سے گمراہ کر ڈالیں گے۔ وہ تو وہم وگمان کے سوا کسی چیز کے پیچھے نہیں چلتے، اور ان کا کام اس کے سوا کچھ نہیں کہ خیالی اندازے لگاتے رہیں۔‘‘

جمہوریت کی تباہ کاریاں

اوراس سے نجات کا راستہ

﴿خطاب﴾

ضیغمِ احرار سالار قافلہ اہل حق ابن امیر شریعت

حضرت مولانا سید عطاء المومن بخاری نور اللہ مرقدہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اپنی بات

معروف انگریز مئورخ کارلائل (۱۷۹۵ء......۱۸۸۱ء) نے جمہوریت پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا:

There Nine Fools for every Wiseman

Democracy is the rule of the fools

''ہر عقل مند آدمی کے مقابلے میں نو بیوقوف ہوتے ہیں، جمہوریت بیوقوفوں کی حکمرانی کا دوسرا نام ہے۔''

ایک اور انگریز مفکر ''ڈو نلے گنیش'' نے جمہوری پارٹی پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ:

''جمہوری پارٹی ایک خچر ہے، جسے نہ تو اپنے آباؤ اجداد پر فخر ہے اور نہ اپنے اَخلاف کے سلسلے میں کسی بہتری کی امید ہے۔'' ('' مغربی جمہوریت اہل مغرب کی نظر میں''۔ تحسین فراقی، ص:۷،۹)

آج اگر آپ اپنے ماحول پر نظر دوڑائیں تو معلوم ہوگا کہ معاملہ اس سے بھی کئی ہاتھ آگے ہے۔ پاکستان اسلام کے نام حاصل کیا گیا، مگر بدقسمتی سے یہاں آغاز سے ہی انگریز کے وفادار مفاد پرستوں کا ایک خاص ٹولہ برسراقتدار رہا۔ آزادی کی جنگ لڑنے والے محبّ وطن ہمیشہ زیرعتاب رہے۔ پاکستان کا سیاسی نظام 'جمہوریت' ہے۔ یہ نظام انگریز کا ہی عطا کردہ ہے۔ مفاد پرست ٹولے کو یہی نظام راس آتا ہے۔

پاکستان کی ۷۶ رسالہ جمہوری سیاسی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ یہ نظام وطن عزیز کے لیے نہایت تباہ کن ثابت ہوا ہے۔ نائن الیون کے بعد یہاں جتنے بھی انتخابات ہوئے (۲۰۰۳ء، ۲۰۰۸ء، ۲۰۱۴ء، ۲۰۱۸ء، ۲۰۲۴ء) ان تمام انتخابات نے جمہوری نظام کے بھیانک اور سفّاک چہرے کو بری طرح آشکارا کیا ہے۔

حالیہ انتخابات (۸ر فروری ۲۰۲۴ء) کے دوران جس طرح کا گھناؤنا کھیل کھیلا گیا اور مذہبی جمہوری جماعتوں کو جس طرح سائیڈ لائن کیا گیا وہ پاکستان کی سیاسی تاریخ کا بدنما داغ ہے۔ جمہوریت جمہوریت کا راگ اَلاپنے والوں نے خود اپنے ہاتھوں جس طرح ''جمہوری اصولوں'' کو ذبح و پامال کیا، اور اپنے

بوٹوں تلے روندا...... یہ سب تاریخ کا حصہ بن چکا ہے۔

اس بدترین طرزِ عمل نے ''سول بالادستی''، '' جمہوریت کی بحالی'' اور ''اسلامی انقلاب بذریعہ جمہوریت'' کی جدوجہد کرنے والی مذہبی جمہوری جماعتوں کو یہ کہنے پر مجبور کردیا ہے کہ کیوں نہ اس پارلیمانی جدوجہد کو ترک کردیا جائے اور کوئی دوسرا راستہ اختیار کیا جائے؟!......اس پر اگرچہ یہی کہا جاسکتا ہے کہ...... ''جب دِیا رَنج بتوں نے تو خدا یاد آیا'' ......لیکن دیر آید درست آید کے مصداق اتنی فکر بھی غنیمت ہے۔اگرچہ ہمیں نہیں لگتا کہ مذہبی جمہوری جماعتیں بار بار کی ذلت آمیز شکست کے باوجود بھی اس جمہوری راستے کو ترک کریں گی......کیونکہ '' چھٹتی نہیں منہ سے یہ کافر لگی ہوئی''۔

ہماری مذہبی جماعتوں کی ایک طویل مدت سے جمہوری جدوجہد کی، یہ ہر الیکشن میں اس امید پر حصہ لیتی ہیں کہ اس مرتبہ ہم میدان مارلیں گے،لیکن ہر مرتبہ عوام کالانعام انہیں مسترد کردیتے ہیں۔الیکشن کے بعد جب یہ اسبابِ شکست پر غور کرنے بیٹھتے ہیں تو ناکام 'کیمیا گر' کی طرح سمجھتے ہیں کہ بس ایک آنچ کی کمی رہ گئی تھی؛ ورنہ تو ہم میدان مار لیتے۔ان مذہبی جماعتوں کے قائدین اپنے کارکنوں کو مختلف حیلوں سے رام کرنے اور اگلے الیکشن میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کے لیے تیار کرنا شروع کردیتے ہیں......اور چکی کا پاٹ یونہی چلتا رہتا ہے۔

جمہوری جدوجہد نے مذہبی جماعتوں کو کچھ دیا تو نہیں البتہ ان کے قائدین اور کارکنوں کے اَخلاق وکردار اور امانت و دیانت کا دِیوالیہ نکال دیا ہے۔مذہبی جمہوری جماعتوں کے کارکنوں میں وہی روایتی طور طریقے ......دَھونس ،دَھمکی ، جھوٹ ،سوشل میڈیا پر ایک دوسرے کے خلاف نفرت کا پرچار، دل آزار طنزیہ پوسٹیں ،ایک دوسرے پر بودے الزامات، مالی کرپشن، متکبرانہ رویّوں جیسے اوصافِ خبیثہ بری طرح سرایت کرچکے ہیں۔پاکستان کی مذہبی جمہوری سیاست کا یہ کتنا بڑا المیہ ہے کہ دیوبندی، بریلوی اور اہل حدیث مذہبی جمہوری جماعتیں اسمبلی کی چند سیٹوں اور اقتدار کے حصول کے لیے نون لیگ ، پی پی پی ،جی ڈی اے ،ایم کیو ایم ، پی ٹی آئی اور دیگر لبرل سیکولر؛ مذہب بیزار دین دشمن جماعتوں......فسّاق وفجار، قاتلوں ،زانیوں ،شرابیوں، ظالم جاگیرداروں، سرمایہ داروں، سکہ بند چوروں ڈاکوؤں کے ساتھ تعاون، اتحاد اور سیٹ ایڈجسٹمنٹ کے لیے تیار ہوجائیں گی مگر اپنے فطری حلیفوں کے لیے ان کی زبانیں اور قلم آگ کے شعلے ہی اُگلتے رہیں گے۔

یہ جمہوری سیاست کا ہی کرشمہ ہے کہ یہ عبرتناک نظارہ دیکھنے کو ملا کہ ایک ہی جماعت کے تین مرکزی رہنما ایک ہی حلقے سے ایک دوسرے کے خلاف الیکشن میں کھڑے ہوئے۔اور یہ مظاہر تو کئی جگہ دیکھنے کو ملے کہ ایک ہی حلقے میں دین کے نام پر، اسلامی انقلاب کے نام پر، تحفظ ناموس رسالت اور تحفظ ناموس صحابہ کی خاطر جے یو آئی، اہل سنت والجماعت، جے آئی، اور ٹی ایل پی کے نمائندے ووٹ لینے کے لیے ایک دوسرے کے مقابل کھڑے ہوئے۔کراچی میں علماء کی ایک جماعت نے علماء کی قاتل جماعت ''ایم کیو ایم'' کے ساتھ سیٹ ایڈجسٹمنٹ کی۔

حقیقت یہ ہے کہ جمہوری نظام اپنی نہاد میں تقسیم در تقسیم پر مبنی کفر پرور اور ظلم کے بچے جننے والا اِستبدادی نظام ہے۔ یہ نظام معاشرے میں مذہب بیزاری، کفر و الحاد، مغرب پرستی، دین دُشمنی، اخلاقی گراوٹ، مالی کرپشن، فحاشی، عریانی، زنا و شراب، قتل و غارت، لوٹ مار کو فروغ دیتا ہے۔اس نظام کے پروردہ تعلیمی، مالیاتی، عدالتی اور سیکورٹی ادارے ......دَرحقیقت منظّم سرمایہ دارانہ لوٹ کھسوٹ کے اِدارے ہیں۔عوام کا خون ٹیکسوں کے انبار، بھاری بھرکم بجلی گیس کے بلوں اور ظالمانہ مالی جرمانوں کے ذریعے چوسا جاتا ہے۔ یہ وہ ببول کے کانٹے ہیں جو جمہوری نظام کے عطا کردہ ہیں۔ضرورت اس بات کی ہے کہ عوام کے اندر اس بات کا شعور پیدا کیا جائے کہ جمہوریت کبھی بھی ان کے دُکھوں کا مداوا نہیں کرے گی۔جوں جوں جمہوریت کی تاریک رات طویل ہوتی جائے گی ظلم و تعدّی کا شکنجہ مزید سخت ہوتا جائے گا۔ہمیں ضرور بالضرور اسلام کے حیات آفریں نظام کے سائے تلے آنا ہوگا۔اس کے لیے اسلامی انقلابی جدو جہد کو مربوط و منظّم کرنا ہوگا۔

آئندہ صفحات میں ضیغم احرار، سالار قافلۂ اہل حق، ابن امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المومن بخاری نور اللہ مرقدہ کا ایک بیان بعنوان:

''جمہوریت کی تباہ کاریاں اور اس سے نجات کا راستہ''

پیش کیا رہا ہے۔حضرت مولانا سید عطاء المومن بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مجلس احرار اسلام پاکستان کے زیر اہتمام چناب نگر میں سالانہ ''شہداء ختم نبوت کانفرنس'' (منعقدہ: ۱۶،۱۷/ مارچ ۱۹۹۵ء) کے اختتامی اجلاس سے یقین و اِنقلاب آفرین، ولولہ انگیز بیان کیا تھا۔اس بیان کی ایمانی کیفیات و تاثرات آج بھی دِل و دماغ میں نقش ہیں۔اس نشست کی صدارت خواجہ خواجگان، نقشبندیوں کے امام حضرت

مولانا خواجہ خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کی تھی۔حضرت قبلہ خواجہ صاحب نوراللہ مرقدہ نے شاہ جی رحمہ اللہ کا بیان نہایت توجہ سے سماعت فرمایا تھا۔یوں محسوس ہورہا تھا کہ شاہ جی کی زبان سے قبلہ خواجہ صاحب نوراللہ مرقدہ کا سوزِ دُروں ٹپک رہا ہے۔یہ خطاب آج سے تقریباً تیس برس قبل ہوا،اس میں بیان کردہ خدشات اس تمام عرصے میں پورے ہوکر رہے۔اہل دین پر جو جو قیامتیں گزریں ان کی تفصیلات اہل نظر سے مخفی نہیں۔حضرت شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کے اس بیان کا پیغام آج بھی زندہ ہے۔حقیقت یہ ہے کہ یہ بیان ایک صدائے رُستاخیز......ایک دلِ دردمند کی پکار......اور ایک مہربان وشفیق قائد کی آواز ہے۔یہ صدائے رَعدوفغاں...... یہ پکار...... یہ آواز......آج بھی دِلوں پر دستک دے رہی ہے،اور ہر فرد کو جھنجوڑ جھنجوڑ کر کہہ رہی ہے کہ

اَز پیامِ مصطفیٰ آگاہ شو　　　فارغ از اَربابِ دُون اللہ شو

جاننے والے جانتے ہیں کہ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کی تمام زندگی دینِ حق کی تعلیم وتبلیغ اور بیان وتبیان میں گزری۔آپ کے بیانات کا غالب حصہ مغربی تہذیب وتمدن اور باطل جمہوری نظام کی تردید پر مشتمل ہوتا تھا،آپ نے پاکستان میں جہاں پہلی مرتبہ ''امریکا مردہ باد کانفرنس'' منعقد کی وہیں پہلی مرتبہ ''جمہوریت مردہ باد'' کانفرنسیں بھی منعقد کیں۔عوام کے ایک بڑے طبقے میں اس باطل اور اِنسانیت دشمن جمہوری نظام کے خلاف شعور بیدار کیا۔زیرِنظر خطاب اسی جذبے کے ساتھ پیش کیا جارہا ہے۔حقیقت ہے اور یہ وقت کی ضرورت بھی ہے کہ اس نظام کو گہرائی کے ساتھ سمجھا جائے،اوراس کے خلاف انقلابی جدوجہد کو استوار کیا جائے۔شاہ جیؒ کا یہ بیان پیغام دیتا ہے کہ......

کانپتا ہے دِل ترا اندیشہ طوفاں سے کیا؟
ناخدا تو، بحر تو، کشتی بھی تو،ساحل بھی تو
شُعلہ بن کر پھونک دے خاشاکِ غیراللہ کو
حرفِ باطل کیا؟کہ ہے غارت گرِ باطل بھی تو
بے خبر! تو جوہرِ آئینہ ایام ہے!
تو زمانے میں خدا کا آخری پیغام ہے

اللہ تعالیٰ ہمارا اور آپ کا حامی وناصر ہو......آمین!۔

جمہوریت کی تباہ کاریاں اور اس سے نجات کا راستہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَانَبِیَّ بَعْدَہ وَلَا رَسُوْلَ بَعْدَہٗ

وَلَامَعْصُوْمَ بَعْدَہٗ وَلَا اِمَامَ بَعْدَہٗ وَلَا اُمّۃَ بَعْدَ اُمَّتِہ...... اَمَّا بَعْدُ!

فَاعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَجَاھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ

وَاَنْفُسِھِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اُوْلٰئِکَ ھُمُ الصّٰدِقُوْن۔

ترجمہ: بے شک ایمان والے وہی لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر (کسی قسم کے) شک میں نہیں پڑے (مبتلا نہیں ہوئے) اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اپنے مال اور اپنی جان سے یہی لوگ سچے ہیں! (القرآن: سورۃ الحجرات آیت: ۱۵)

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ: اَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِیْ لَیْسَ بَعْدَہٗ نَبِیّ. اَوْ قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم وَصَدَقَ رَسُوْلُہ النَّبِیُّ الْکَرِیْم.

فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے: میں سب کے پیچھے (بعد) آنے والا ہوں اور وہ پیچھے آنے والا ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔ (مشکوٰۃ)

ہر انسان کی زندگی کا محور اس کا بنیادی عقیدہ ہوتا ہے:

صدر گرامی قدر! علماء کرام...... بزرگان محترم...... برادران ملت!

ہر انسان کی زندگی کا محور اس کا بنیادی عقیدہ ہوتا ہے۔ جس طرح اللہ کا اقرار کرنا ایک عقیدہ ہے۔ اسی طرح اس کے مقابلے میں اللہ کا انکار کرنا بھی ایک عقیدہ ہے۔ اللہ کا اقرار

کرنے والا بھی انسان ہے مگر مسلمان ہے اور انکار کرنے والا بھی انسان مگر کافر ہے لیکن انسان ہونے کی حیثیت سے دونوں کی بنیادی مادی، طبعی ضروریات ایک جیسی ہیں۔ بھوک اور پیاس، لباس، قیام، طعام، علاج، تعلیم وغیرہ یہ تمام چیزیں مسلمان اور کافر کے درمیان بطور انسان مشترک ضروریات ہیں۔ لیکن ان کو پورا کرنے اور حاصل کرنے کا راستہ دونوں کا جدا جدا ہے۔

اللہ کا اقرار کرنے والا اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ اے اللہ! آپ ہی ہمارے خالق و مالک ہیں۔ آپ ہی نے ہمیں پیدا کیا ہے اور آپ ہی نے ہمارا ایک مقصدِ تخلیق بتایا ہے اور وہ ہے صرف آپ کی فرمانبرداری!۔ ہم اس مقصدِ تخلیق کو سرانجام دینے کے لیے آپ کے احکام کے مطابق چلیں گے۔ آپ کے نمایندہ اور آپ کے فرستادہ نبی آخرالزمان خاتم النبیین والمعصومین صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا پسندیدہ اور عطا کیا ہوا جو طرز عمل اور طرزِ زندگی قائم کیا ہے ہم مقدور بھر کوشش کر کے اس طرز پر چلیں گے، اپنی تمام ضروریات کو آپ کو بتائے ہوئے احکامات کے مطابق اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر پورا کریں گے۔ یہی اسلام ہے۔

کافر وحی کو نہیں مانتا، وہ اپنی خواہش پر چلتا ہے:

کافر اللہ کو نہیں مانتا، وحی کو نہیں مانتا، پیغمبر کو نہیں مانتا، اسی لیے وہ اللہ کے پسندیدہ طرز زندگی کو بھی قبول نہیں کرتا۔ وہ اپنی تمام ضروریات کو اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق پورا کرتا ہے، مدون اور مرتب کرتا ہے، جائز اور ناجائز، غلط اور صحیح کافر کے نزدیک وہی ہوتا ہے جس کو وہ اپنی خواہش کے مطابق یا مخالف سمجھتا ہے۔ حلال وحرام اور حق و باطل کا فرق وتصور کفار کے معاشرے میں بالکل ناپید ہوتا ہے۔ وہاں اچھے برے کی تمیز ان کے اپنے وضع کردہ معاشی، تجارتی، سیاسی، طبقاتی مفادات کے پیش نظر ہوتی ہے۔ مختصراً اللہ کو نہ ماننے

والوں کے معاشرہ کے بالادست طبقات جس عمل کو اپنے مفادات کے خلاف سمجھتے ہیں اس کے خلاف قانون بنادیتے ہیں۔ اور وہ لوگ اس عمل کی سزا بھی خود ہی مقرر کردیتے ہیں۔ یعنی کافر اپنی مرضی اور من مانی کرتا ہے؛ اور انسان کا اپنی مرضی و من مانی کرنا ہی کفر ہے...... یہی جمہوریت ہے!۔

مسلمان صرف اللہ کی فرمانبرداری کے لیے ہے:

لیکن! ہم مسلمان تو صرف اللہ کی فرمانبرداری کے لیے ہیں۔ ہم نے اللہ کو اس کی ذات اور تمام صفات کے ساتھ مانا ہے۔ ہمارے لیے وہی کام کرنا جائز ہے جس کی اجازت اللہ نے ہم کو دی ہے۔ وہ کام کرنا جس کا حکم ملا ہے (فرض ہے اور جس سے منع کیا گیا ہے اس سے رکنا، روکنا اطاعت کے لیے لازم ہے۔ اللہ کے آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے جو حلال وحرام ہم کو بتایا گیا ہے اب اس میں کسی قسم کی کمی بیشی کا اختیار یا ترمیم واضافہ کا حق کسی انسان کو حاصل نہیں۔ یہ تھیں چند بنیادی اور اصولی باتیں جن کا ابتداء میں کہنا ضروری تھا تاکہ اصل بات جس کو میں بیان کرنا چاہتا ہوں سمجھنے میں آسانی ہوسکے۔

ہندوستان میں جمہوریت کب اور کیسے آئی؟

برادرِن ملت!...... یہ بات آپ سب حضرات کو معلوم ہے کہ انگریز نے ہندوستان پر تقریباً دوسو (۲۰۰) سال حکومت کی ہے۔ آیئے اس پر غور کریں وہ ہندوستان میں کیوں آیا؟ اس نے مسلمانوں سے کیا چھینا اور کیا دِیا؟ جمہوریت کب اور کیسے آئی؟ اس نے ہمیں کیا دیا کہاں پہنچایا......؟ انگریز کا ہندوستان میں آنے کا مقصد کیا تھا؟ اور اس نے اپنے ناپاک و مذموم عزائم کی تکمیل کے لیے کیا کیا......؟ اس نے یہاں اپنی مکمل عمل داری قائم کرنے کے لیے جو کاوشیں کیں اور ظلم وستم کے جو پہاڑ توڑے تاریخ کے کسی بھی طالب علم سے مخفی نہیں

ہیں۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی:

انگریز کی ان کاوشوں کو ناکام کرنے کے لیے ہندوستان کی دیگر اقوام کے علاوہ مسلمان صف اوّل میں کھڑے تھے۔ بے شک بہادر شاہ ظفر ایک ڈھیلا ڈھالا کمزور مسلمان تھا مگر وہ ہندوستان کا بادشاہ تھا۔ جس کے وجود سے گو دین کو تقویت کم ملی، بے دینی اور گمراہی کو ترقی زیادہ ہوئی۔ وہ کیسا بھی تھا بہر حال وہ ایک کلمہ گو مسلمان تھا۔ ہندوستان کا اقتدار انگریز نے مسلمانوں سے چھینا تھا مگر تاریخ اپنے صفحات میں جو ایک عجیب بات رقم کر رہی تھی وہ یہ کہ تاریخِ اقوام عالم میں جب کسی حاکم، بادشاہ یا سربراہ قوم کو جنگ میں دشمن سے شکست ہوتی یا دوسرے لفظوں میں سرکاری فوج کو شکست ہوتی تو اسے پوری قوم کی شکست تسلیم کیا جاتا رہا ہے۔

ہندوستان میں بہادر شاہ ظفر کی فوجیں شکست کھا گئیں۔ شہزادوں کو قتل کر دیا گیا۔ فوج تتر بتر ہو کر پسپا ہو گئی، بادشاہ اور اس کی بیگم گرفتار کر کے رنگون میں قید کر دیے گئے، لیکن عجیب بات ہے کہ سرزمینِ ہندوستان کے مسلمانوں نے تاریخ کا ایک نیا باب رقم کیا۔ انہوں نے انگریز کے مقابلے میں سرکاری فوجوں کی شکست کو تسلیم نہیں کیا، بلکہ اٹھارہ سو ستاون (۱۸۵۷ء) کی جنگ آزادی میں جو حیرت انگیز بات سامنے آئی وہ یہ کہ ہندوستان کی سرزمین پر بسنے والے اللہ کے وہ بندے جو بوریہ نشین تھے، صفوں اور چٹائیوں پر بیٹھنے والے تھے، جنہوں نے رُوکھی سوکھی کھا کر اللہ کا دین حاصل کیا تھا، تا کہ اللہ کی مرضی کے مطابق زندگی گزارنا معلوم ہو جائے، جو قوانین اور ضابطہ حیات قرآن حکیم کی صورت میں اللہ نے عطا فرمایا ہے؛ اس کو پڑھیں، سمجھیں اور اس پر عمل کریں۔ انہوں نے اُسے پڑھا، سمجھا اور عمل کر کے اس کا حق ادا کر دیا۔

اسی دینی تعلیم کا نتیجہ تھا کہ ان علماءِ حق نے جن کے سرخیل علماءِ دہلی، علماءِ پٹنہ، علماءِ صادق پور، اور علماءِ لدھیانہ (مجلس احرار اسلام ہند کے صدر مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان) نے کاغذ کے ایک ٹکڑے میں اتنی زبردست قوت بھر دی کہ سارا ہندوستان فرنگی سامراج کے لیے آگ کا تپتا ہوا ایسا فرش بن گیا جس پر اسے قدم رکھنا مشکل ہو گیا۔

انگریز کے خلاف جہاد کا فتویٰ اور قافلۂ صدق وصفا:

ان علماءِ حق نے انگریز کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا کہ انگریز کافر، عیسائی مشرک ہے، غاصب ہے۔ مسلمان کسی کافر ومشرک کی اطاعت کے لیے کسی صورت میں تیار نہیں ہو سکتا۔ اللہ اور اس کے رسول کو حاکم و ہادی و رہبر ماننے والا کسی کافر کی اطاعت کو قبول کرنے کے لیے نہیں ہوتا بلکہ وہ صرف اور صرف اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی مطیع وفرماں بردار ہو سکتا ہے۔ یہ مفہوم تھا اس فتوے کا۔ انہوں نے انگریز کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیا۔

اعلان جہاد کا یہ فتویٰ ہندوستان کے جس مسلمان جماعت یا فرد کے پاس پہنچا وہ ایک شعلہ جوالہ اور کفر سے آزادی کا متوالا بن گیا۔ اس نے کھڑے ہو کر اعلانیہ انگریز کی حاکمیت کا نہ صرف انکار ہی کیا بلکہ اس سے بغاوت کا اعلان بھی کیا۔ مسلمانوں نے منظّم ہو کر اور اعلان جہاد کر کے اپنے آپ کو کافر حکومت کو سپرد کرنے سے انکار کر دیا۔ (کفار کی حاکمیت کے خلاف سب سے پہلی تحریک ۱۸۳۱ء میں جو ہندوستان میں اٹھی وہ سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید رحمہم اللہ کی زیر قیادت تھی۔ یہ قافلۂ صدق وصفا انگریز اور سکھا شاہی کے خلاف جہاد کرتے ہوئے بالاکوٹ کے میدان میں جام شہادت سے سرفراز ہو گیا!۔) اٹھارہ سو ستاون کی جنگ آزادی لڑنے والے مجاہدین نے خم ٹھونک کر کفر کا مقابلہ کیا اور اللہ کی حاکمیت کا اعلان واقرار کیا۔ انگریزی کی غلامی کی زندگی پر شہادت کی موت کو ترجیح دیتے ہوئے جام شہادت پی گئے۔ شہداءِ تحریک مقدس تحفظِ ختم نبوت ۱۹۵۳ء نے انہی کی یاد تازہ کی،

شہداء یمامہ کا سبق دہرایا۔..... میں کہوں گا اور پورے یقین کے ساتھ کہوں گا کہ وہ لوگ خوش نصیب تھے جو کافروں کی غلامی قبول کرنے کی بجائے جام شہادت نوش کر گئے۔ وہ سرخرو ہوگئے، اللہ کی دی ہوئی زندگی اور حیات کا حق ادا کر گئے...... حیاتِ جاوداں پا گئے......اپنا مسلمان ہونا ثابت کر گئے......! کیا خوب کہا ہے کسی نے......کہ

ہم رَہینِ غمِ حیات رہے　　　موت آئی نصیب والوں کو

''شہداءِ ختم نبوت'' نصیب والے تھے۔ ہاں!......وہ نصیب والے ہی تھے جو شہادت کی موت پا گئے۔ ہمارے اعمال میں یقیناً کچھ ایسی کمزوریاں ہیں۔ ہم نے اللہ کے ساتھ جو اطاعت و فرمانبرداری کا وعدہ کیا ہے یقیناً ہم اس میں وفادار نہیں ہیں کہ ہمیں نہ وہ قابل فخر موت مل رہی ہے جو آنے والوں کی زندگی کی مشکلات سہل کر دے......اور نہ ہی آزادی کی وہ کامل زندگی نصیب ہو رہی ہے جو اللہ رب العالمین نے نبی آخرالزماں خاتم المعصومین صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ہمیں عطا کی تھی...... جو روشن روشن زندگی ہے!۔

وہ مخلص تھے، اپنے وعدے میں سچے تھے، وہ وفا شعار تھے۔ وہ ہمیں جگا گئے، بتا گئے، بھولا ہوا سبق یاد کرا گئے، مشکلیں آسان کر گئے۔

سہل کر دی ہیں مشکلیں ساری　　　مرنے والوں نے جینے والوں کی

وہ تو اپنا فرض پورا کر گئے۔ اب تو معاملہ ہم پر آن پڑا ہے کہ ہم کیا کرتے ہیں؟ اللہ پاک ہمیں ان نسبتوں کو سنبھالنے والا بنا دے، اہل بنا دے، محض اپنے فضل و کرم سے سرخرو کر دے۔ (آمین)

انگریز نے سب سے پہلے مسلم اجتماعیت کو منتشر کیا:

بہر حال انگریز نے ہندوستان پر قبضہ کرنے کے بعد دو کام کیے۔ پہلا یہ کہ اس نے مسلمانوں کی اجتماعیت کو منتشر کرنے اور ان کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کے لیے جہاں اور

بہت سے داؤ پیچ کھیلے؛ مذہبی،قومی،علاقائی ولسانی نفرتوں کے بیج بوئے۔وہاں اپنے ایک تربیت یافتہ ایجنٹ کو بڑی عیاری و مکاری سے تیار کیا جس کا نام مسیلمہ پنجاب مرزا غلام قادیانی ہے۔جس سے نبوت کا دعویٰ کرا کے امت مسلمہ میں نقب لگائی۔اس کذّاب و دجال اور انگریز کے پالتو نے دعویٰ نبوت کے بعد جو سب سے پہلا کام کیا؛ وہ یہ کہ نہ صرف انگریز کے خلاف جہاد کو بلکہ مطلقاً جہاد ہی کو ہمیشہ کے لیے حرام قرار دے دیا! تاکہ انگریز کے خلاف تحریکِ جہاد کمزور ہو اور کفر کے خلاف مزاحمت ختم ہو جائے۔اس نے اپنے کذب و افتراء،دجل و فریب کو انگریز کی سرپرستی میں اسلام ثابت کرنے کی ناپاک کوشش کی۔

وہ بدنصیب مسلمان جو دین سے دُور تھے،قرآنی تعلیمات،اللہ تعالیٰ کے احکامات اور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ جن کے پیشِ نظر نہ تھی،دینی تعلیم سے بے بہرہ ہونے کے سبب؛ مقام و مسئلہ ختم نبوت سے ناآشنا ہونے کے سبب؛ جاہل لوگ اس کے دام تزویر میں آ گئے۔بھوکے بھوک مٹانے کے لیے اس شیطان اور انگریز کی چال کا شکار ہوئے۔وہ مرزائیت کے دام فریب میں آ گئے۔برطانوی کفار کی طرف سے مرزا قادیانی کے ذریعے بھوکوں کو روٹی دینے کا وعدہ کیا جاتا تھا،ننگوں کو لباس دینے کا،بے روزگاروں کو روزگار دینے کا وعدہ کیا جاتا۔سادہ لوح مسلمان دین سے نابلد ہونے کی بنا پر اس کے دھوکہ میں آئے۔جدید تعلیم یافتہ دین سے بیگانہ و بے بہرہ طبقہ یہود و نصاریٰ کی بے حیا تہذیب و معاشرت کا دلدادہ طبقہ بھی مرزائیت کے دام تزویر کا اَسیر ہوا۔

انگریز نے اللہ سے باغیانہ زندگی گزارنے کے لیے جمہوریت متعارف کرائی:

دجل و فریب کے اس ڈرامے کو رَچانے کے بعد انگریز نے ہندوستان کے باشندوں خصوصاً مسلمانوں کو اپنی کا فرانہ اور اللہ کے باغیوں جیسی زندگی کی راہ پر ڈالنے کے لیے کفر کا محکوم و غلام بنانے کے لیے دوسرا کام یہ کیا کہ ہندوستان میں حیات اجتماعی کو منظّم کرنے کا

جمہوری نظام متعارف کرا کے اسے رائج کیا۔ تاکہ اسے اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل میں اپنے عقائد وافکار،نظریات، اپنے سیاسی اقتدار وغلبہ، اور اقتصادی مفادات کا مکمل تحفظ حاصل ہو سکے۔

اقوام عالم کی تاریخ پڑھ کر دیکھ لیجیے کہ جہاں جہاں کفار غالب آئے ہیں انہوں نے اپنے عقائد،اپنے افکار ونظریات کے مطابق اپنی تہذیب ومعاشرت کے مطابق زندگی کا پورا نظام مرتب کیا ہے اس کو مسلمانوں پر پوری قوت سے نافذ کیا ہے۔

کافر کبھی ہمارا دوست نہیں ہوسکتا:

یادرکھو!......کافر کو مسلمان کا کوئی مفاد عزیز نہیں ہوتا اور نہ ہی کبھی ہوسکتا ہے۔ہمیں قطعاً اس بھول میں نہیں رہنا چاہیے، کافر کبھی ہمارا دوست نہیں ہوسکتا۔قرآن کا اعلان ہے،تاریخ کے اوراق گواہ ہیں،اللہ نے انسان کو پیدا فرمانے کے بعد اس کے دوست دشمن دونوں کے متعلق بتادیا ہے اور اس کا مقصد تخلیق بھی بتادیا ہے۔فرمایا ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْن

''اور نہیں پیدا کیا ہم نے جن اور انسان کو مگر اپنی فرمانبرداری کے لیے'' (سورۃ الجن)

ہمارے نماز روزے اور دیگر عبادات کی کیفیت:

دونمبر (یعنی جعلی) اسلامی زندگی گزارنے کے خوگر ہم لوگ اس کے ترجمے میں بھی ڈنڈی مارتے ہیں۔اس کا وہ عُرفی مفہوم مراد لیتے ہیں جو جعلی مسلمانوں نے خود وضع واختیار کیا ہوا ہے کہ اللہ نے ہم کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔اگر اس کا حقیقی معنیٰ سمجھا جائے تو پوری زندگی کا ایک ایک سانس اللہ کی عبادت کے لیے وقف ہے۔لیکن ہم نے اپنی پانچ وقت کی لولی لنگڑی نماز کو ہی صرف عبادت کا نام دے رکھا ہے۔سال کے بعد اسمگلنگ

کرنے والا حج کرتا ہے اور اسے 'عبادت' کہتا ہے۔ہم نے اپنے اندھے کانے روزوں، بے روح نمازوں اور دِکھاوے کے صدقہ وخیرات کو اور دیگر چند محدود اپنے اپنے پسندیدہ اعمال کو عبادت کا نام دے رکھا ہے۔ باقی ساری زندگی جس میں بہت سے معاملات ہیں، جن میں ہماری مختلف حیثیتیں ہیں۔ رشتے میں مثلاً باپ، بیٹا، بھائی، خاوند، استاد، پیر، حاکم، زمیندار، سربراہ قوم، تاجر، صنعت کار، محلے دار، شہری، دکان دار، سرکاری افسر ہونے کی حیثیت سے ہم نے جو مختلف مناصب سنبھالے ہوئے ہیں؛ اجتماعیات کو قابو کرنے اور مرتب کرنے کے، ان تمام فرائض میں معاذ اللہ، اللہ اور اس کے رسول سے بے نیاز ہوکر سب کچھ کررہے ہیں۔تو یہ مفہوم اور یہ معنیٰ جو ہم نے اپنے ذہن میں ڈال رکھا ہے قطعاً غلط ہے۔ جنات اور انسانوں کے روز وشب، ماہ وسال، ان کے تمام امور اللہ کی مرضی کے مطابق سرانجام دیے جانا ہی ان کی ذمہ داری ہے؛ نہ کہ صرف نماز...... وہ بھی کیسی......؟ بے رغبتی اور بے توجہی سے پڑھی جانے والی نماز......؟؟

جس نماز میں ہمارا دھیان کاروبار کی طرف ہوتا ہے،سود کے پیسوں کو گننے کی طرف ہوتا ہے،جس کاروبار میں ہم اتنے منہمک ہو چکے ہیں کہ اللہ اکبر کہنے کے باوجود ہمیں احساس تک نہیں کہ اب ہم کس کے سامنے کھڑے ہیں؟ کس کی بارگاہ میں حاضر ہیں؟ اور پھر کیا ہم واقعۃً اخلاص اور تہِ دل سے،خلوص کے ساتھ ایک بھوکے اور پیاسے کی طرح اَللہ سے دُعا مانگ رہے ہوتے ہیں؟ ہوگا کوئی اللہ کا بندہ جو یقیناً اللہ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق مانگتا ہوگا،محتاج بن کر مانگتا ہوگا؛ مگر ہماری نماز پڑھنے والوں کی اکثریت نماز و دُعا کی نقل کرتی ہے اور صرف دُہراتی ہے۔

کبھی غور کیا؟......کبھی سوچا؟......ہم ہر نماز میں اللہ کے حضور کیا دعا مانگتے ہیں......؟ ہم کہتے ہیں:

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ...... چلا ہم کوسیدھی راہ......

تمام نمازوں میں مسلمان یہی دعا مانگتا اور آمین بھی کہتا ہے۔

غور فرمائیے کہ جب ہم کہتے ہیں

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ......

تو کیا ہمارے دل ودماغ میں اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کا کہیں تصور ہوتا ہے؟

یہ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کون ہیں؟

کیا ہم انہیں جانتے ہیں؟

ہمیں معلوم ہے؟

کیا ہم اپنی زندگی کے تمام شعبوں میں اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ جیسے بننا چاہتے ہیں؟

اس کے لیے کوشش کرتے ہیں؟

اس کے لیے محنت کرتے ہیں؟

قطعاً نہیں!۔

مانگتے اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ والی زندگی ہیں اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد مَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ اور ضَآلِّيْن والے اعمال میں مصروف ومشغول ہوجاتے ہیں۔

ہم کیسے لوگ ہیں؟ نہ خود دین پڑھتے ہیں، نہ سیکھتے ہیں؟

بھلے آدمیو!...... جب ایک آدمی کاشت کار بننا چاہتا ہے تو وہ کاشتکاری سیکھنے کے لیے کسی ماہر کے پاس جاتا ہے۔ ڈرائیو بننا چاہتا ہے تو ڈرائیونگ اسکول جاتا ہے۔ وہ اگر سچا طلب گار ہوتا ہے تو گاڑی چلانا سیکھ لیتا ہے۔ کاشت کار اور کاروباری بن جاتا ہے۔ مگر ہم کیسے ہیں؟ نہ خود دین پڑھتے ہیں، نہ سیکھتے ہیں؟ مانگتے ہیں پانچ وقت اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ لیکن صراط مستقیم پر چلنے کی کوشش کہاں کرتے ہیں؟ کب کرتے ہیں؟ صراطِ

مستقیم مانگنے والے۔

اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡھِمۡ کی زندگی کے طلب گار ہونے کا دعویٰ تو کرتے ہیں مگر اپنی بیویوں کو بے حجابی، بے پردگی سے نہیں روک سکتے۔ اولاد کو خدا کی نافرمانی اور سرکشی والی زندگی سے نہیں روک سکتے۔ لوگوں کو نہیں روک سکتے۔ جب خود نہیں رکتے تو دوسروں کو کیسے روک سکتے ہیں؟

پورے ملک میں کون سا گھر ہے جہاں یہودیوں کافروں والے اعمال نہیں ہو رہے؟ کون سا گھر ہے جس میں بے حیائی نے ننگا ناچ ناچنا شروع نہیں کر دیا؟ کون سے مرد و عورت ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت مطہرہ کو، اللہ تعالیٰ کے احکامات اور فرامین کو دانستہ یا دانستہ پامال کرنے کے بھیانک جرم میں مبتلا نہیں ہیں؟ کون سا مسلمان ہے جو آج عملی زندگی میں یہود و نصاریٰ جیسے طرزِ زندگی کو پسند نہیں کرتا؟

شکل وصورت، لباس، وضع قطع، پسند ناپسند، مشاغلِ زندگی، کمانے اور خرچ کرنے کا کون سا ڈھنگ ہے؟، کون سا مصرف ہے جو یہود و نصاریٰ والا نہیں؟ اور پھر اس کے بعد ہمیں یہ خیال ہے کہ یہ سب کچھ کر کے، ان نافرمانیوں اور سرکشیوں کے بعد، یہود و نصاریٰ والی زندگی کو عملاً پسند و اختیار کر کے پھر اللہ کی بارگاہ میں وہ بھی بے دلی کے ساتھ ہاتھ اٹھا کر دعا کریں گے تو اللہ ہماری بات مان لے گا؟ قبول کر لے گا؟۔

اللہ قطعاً کسی کا محتاج نہیں ہے، نہ تھا اور نہ ہوسکتا ہے!۔

بندہ محتاج بھی ہو، نافرمان بھی ہو اور بے نیازی کا اظہار بھی کرے؟

اور چاہے یہ کہ اللہ اس کی مان لے؟

یہ رَویّہ تو ہم انسان بھی برداشت نہیں کرتے۔

اگر ہم میں سے کوئی درخواست لکھ کر اپنے افسر کے سامنے بے نیازی سے پھینک دے تو

وہ تھوکے گا بھی نہیں۔اپنے افسر و حاکم کے سامنے بھی درخواست پیش کرنے کا کوئی ڈھنگ ہوتا ہے۔طریقہ ہے، آداب ہیں۔

ان مجبور و محتاج انسانوں کا حال یہ ہے کہ وہ اپنے منصب اور عہدے کا احترام کرائے بغیر درخواست قبول نہیں کرتے۔ایک دوسرے کی ضروریات کو پورا نہیں کرتے۔تو وہ اللہ جو احکم الحاکمین ہیں، حاکم مطلق ہیں، جو خالق و مالک ہیں، رَازِق ورَزّاق اور رحمٰن ہیں، قہّار بھی ہیں، جبّار بھی ہیں......تمام طاقتوں کے مالک ہیں، بے نیاز بھی ہیں وہ کیسے نافرمان اور متکبر کی بات مان لیں......؟ جس اللہ نے ہم کو پیدا ہی اپنی فرمانبرداری کے لیے کیا ہے اس کے سامنے ہمارا یہ متکبرانہ انداز؟ اس کے احکام کو معاذ اللہ لایعنی سمجھ کر چھوڑ دینا؟ توبہ توبہ!۔

ایک طرف اسے خالق و مالک اور حاکم بھی ماننا اور دوسری طرف اس کی باتوں کو غیر اہم سمجھنے کے بھیانک جرم میں مبتلا ہو کر اس سے رحمت کا طلب گار رہونا؛ یہ کیسی ڈھٹائی ہے؟

یادرکھو!......اللہ جل جلالہ اپنے قانون اور وعدوں کو تبدیل نہیں کرتے۔انہوں نے جو کچھ فرمادیا ہے ساری کائنات کے انسان مل جائیں، بیک وقت بیک زبان ہو کر بھی معاذ اللہ یہ کہہ دیں کہ بے پردگی، فحاشی، عریانی، آزادانہ جنسی اختلاط، جھوٹ، ملاوٹ، دھوکا، رشوت، شراب خوری، جوا وغیرہ حرام نہیں، برائی نہیں، تو یادرکھو کہ اللہ کا حرام کیا ہوا حرام ہی رہے گا، برائی برائی ہی رہے گی۔اسے لوگوں کے کہنے پر اچھائی نہیں کہا جا سکتا۔ثقافت کے نام پر عورت مرد کے آزادانہ و بے حجابانہ اختلاط کو جائز قرار نہیں دیا جا سکتا۔اس میں انسان کی ہلاکت، تباہی و بربادی ہے۔

اللہ نے ہمارے لیے جو افعال و اعمال، جو اقوال حرام کیے ہیں ان کو حرام مان کر ترک کرنا اور ان سے بچنا ہی ہمارے فائدے کے لیے ہے، اللہ کو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ وہ ہمارے تمہارے عمل کا محتاج نہیں ہے۔ہم ہی اپنی بقاء اپنی فلاح کے لیے اعمال صالحہ کے

محتاج ہیں۔اس کے حلال کیے ہوئے کو حلال ماننا اس کے حرام کیے ہوئے کو حرام ماننا اور اس کا پابندر ہنا اسی میں انسان کا بھلا ہے۔دنیا کا بھی آخرت کا بھی،اسی سے مسلمان کا دنیا میں غلبہ ہے اور آخرت میں سرخروئی!۔

ہم پر کفر کی طاقتیں غلبہ پا چکی ہیں:

بزرگان محترم، برادران عزیز!

توجہ اس بات پر کرنے کی ضرورت ہے کہ ان تیزی سے بدلتے ہوئے حالات میں ہم پر کون سی چیز تیزی سے مسلط ہو رہی ہے۔اسلام......یا......کفر......؟

یقیناً کفر وشرک الحاد و بے حیائی، فحاشی! ہم پر کفر کی طاقتیں غلبہ پا چکی ہیں، بدی غالب ہے، نیکی مغلوب! تمام مشرکانہ عقائد رکھنے والی جماعتیں اور تنظیمیں قوی ہوگئی ہیں۔اللہ اور اس کے رسول کا نام لینے والی دین کے غلبہ کی داعی و دعوے دار جماعتیں، افراد اور قوتیں سب مغلوب ہیں، کمزور اور ضعیف ہیں، ناکام ہیں نامراد ہیں، اس کا سبب کیا ہے؟ جب تک سبب تلاش نہیں کیا جائے گا اور سبب تلاش کر کے اس کو جڑ سے نہیں اکھاڑا جائے گا، اس وقت تک یہ ذلت طاری رہے گی۔

دینی طبقوں کی مغلوبیت کا سبب جمہوری نظام ہے:

اس کا سبب یہی مردود جمہوری نظام حیات ہے، جس نے انسان کو اپنی من مانی میں آزاد وخود مختار کر دیا ہے۔اللہ کا باغی اور شیطان کا غلام کافر کا محکوم بنا دیا ہے۔جب تک یہ ناپاک نظام نافذ رہے گا اس وقت تک مرض بڑھتا رہے گا، تم لاکھ اس کی تاویلیں کرلو، عقلی استدلال مہیا کرلو، تمھیں اس وقت تک کامیابی نہیں ہوگی......کفار کے کفر سے ان کے غلبہ وتسلط سے چھٹکارا نہیں ملے گا جب تک اللہ اور اس کے پیغمبر نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے

ہوئے سمجھائے ہوئے، سکھائے ہوئے طریقے کے مطابق ان اَمراض کا علاج نہیں کرو گے۔یعنی ہر کام میں اللہ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کامل......نہیں کرو گے اس وقت تک کامیابی حاصل نہیں ہوگی!۔

اس کی ایک مثال سنو......! میں ایک ملازم رکھتا ہوں اس کے ساتھ کام اوراس کے اوقات مقرر کرتا ہوں۔اس پراس کا مشاہرہ مقرر کرتا ہوں وہ اسے قبول کرتا ہے لیکن معاہدہ کے بعد وہ فرض پوری طرح ادا نہیں کرتا۔ اپنا کام، اپنا فرض ٹھیک طریقے سے ادا نہیں کرتا......تو کیا وہ مہینے کے بعد پوری تنخواہ کا مطالبہ کرے......اس کا حق رکھتا ہے؟ کیا میں اسے پوری تنخواہ دوں گا؟ قطعاً نہیں!۔

ہماری حالت تو یہ ہے کہ ہمارا اپنا کوئی عزیز رشتہ دار، بھائی، بہن بیٹا بیٹی وغیرہ ہماری بات نہ مانے تو دل میں کدورت آجاتی ہے۔اس کی شکل دیکھنے سے طبیعت میں غصہ آجاتا ہے۔ ناراض ہوجاتے ہیں۔کلام نہیں کرتے۔اور ہم......جنہیں اللہ نے پیدا ہی اپنی بندگی کے لیے کیا ہے، ہمارے ہی دن رات اس کی نافرمانی میں گزریں؟ خدا ہمارا محتاج تو نہیں۔ میں اپنے نوکر، شاگرد، بیٹے کا محتاج تو ہوسکتا ہوں لیکن اللہ ہمارا تمہارا محتاج نہیں ہے......کسی کا محتاج نہیں ہے......قطعاً نہیں ہے!......تو پھر وہ نافرمانوں کی بات کیسے مان لے......؟ ہاں......ایک بات مانتا ہے اور ہر وقت مانتا ہے اور وہ ہے 'سچی توبہ'......! جس وقت توبہ کرو مان لیتا ہے...... یہ اللہ کی محبت ہے......اس کا پیار ہے...... سچی توبہ کرلو وہ معاف کردے گا!

ہاں اللہ کو اپنی مخلوق سے پیار ضرور ہے......بہت محبت ہے۔ یہ محبت اور رحم ہی تو ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی عظیم ومقدس جماعت اپنے بندوں کو راہِ ہدایت پر ڈالنے کے لیے بھیجی۔ یہ محبت ہی تو ہے کہ راستے میں پڑے ہوئے کانٹے کو اٹھا کر ایک طرف رکھ دو اور اس پر اجر عظیم حاصل کرلو۔ یہ رحم ہی تو ہے کہ اللہ نے ہمارے لیے قرآن حکیم نازل کیا۔

کامیابی جمہوریت میں نہیں نبی کے اسوہ کواپنانے میں ہے:

صحابہ کرام کی بہت بڑی جماعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے تیار کرا کے ہمارے لیے زندگی کے تمام شعبوں میں نمونہ بنادی۔ سترہ (۱۷) عورتیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تیار کرکے امت کی ماؤں، بیٹیوں، بہنوں کے لیے نمونہ بنادیں۔ تیرہ (۱۳) ازواج مطہرات، اور چار (۴) صاحبزادیاں؛ اور سب سے بڑھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود حیات انسانی کا کامیاب و مکمل نمونہ بن کر ہمارے لیے تشریف لائے۔ کھانا کھانے کا، کپڑے بدلنے کا، غسل کرنے کا، نکاح، غمی خوشی کا ہر مقام کا طریقہ بتادیا۔ انفرادی، ازدواجی، اجتماعی، معاشی اقتصادی حکمرانی، سیاسی ہر حیثیت ومنصب کی کامل واکمل زندگی ہمیں دے گئے۔ روشن! روشن زندگی کا نمونہ دے گئے۔ کیا فرمایا ہے اللہ نے؟ یاد ہے کہ بھول گئے......فرمایا ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

ترجمہ: ''بے شک تمہارے لیے رسول اللہ کی زندگی میں اتباع و پیروی کا بہترین نمونہ ہے۔'' (سورۂ احزاب)

یہ اسوۂ حسنہ محیط ہے پوری زندگی کو اعتقادات اور تمام معاملات کو۔ اس بدنصیب قوم کی کیا حالت ہوگی؟ جو ایسی کامل واکمل درخشاں زندگی والی قیادت کو چھوڑ کر ایسے لوگوں کو اپنا قائد بنائے؛ مانے اور ان کی اطاعت اختیار کرے جن کے پاس اللہ کی وحی اور پیغمبر آخر الزماں خاتم المعصومین کی حیات کا کوئی نمونہ نہیں۔ نہ صرف یہ کہ نمونہ نہیں بلکہ اس کے الٹ ہے۔ اس کے سوائے تباہی و بربادی کے اور کیا ملے گا۔

یہ بدنصیبی ہے کہ جمہوریت قبول کرکے نتیجہ اسلام چاہتے ہیں:

یہ بدنصیبی نہیں اورتو کیا ہے؟......عملاً غلامی یہود و نصاریٰ کی، انعام اَللہ سے چاہتے ہیں۔غلبہ چاہتے ہیں کفار پر۔نظام ’جمہوریت‘ قبول کیا ہوا ہے جوتمام کفار ومشرکین نے اپنایا ہوا ہے اورنتیجہ چاہتے ہیں اسلام......؟!نتیجہ کیسے بدلے گا؟ ایسے نہیں......؟ جمہوری نظام کے ہوتے ہوئے نہیں صرف اسلام کے نفاذ سے نتیجہ بدلے گا اورضرور بدلے گا۔اور اسی سے بدلے گا! یادرکھو! مسلمان اللہ کا نافرمان ہوکر نہ صرف اپنا بلکہ پوری انسانیت کے کفروشیطان کےغلام ہونے کا سبب بھی بنتا ہے۔ہائے ہائے کیا سچ کہا ہےاقبال مرحوم نے

شمع محفل ہو کے تو جب سوز سے خالی رہا
تیرے پروانے بھی اس لذت سے بیگانے رہے

انگریز نے یہی کام کیا ہندوستان میں،اس نے یہود ونصاریٰ کا وضع کردہ وہ جمہوری نظام رائج کیا جونہ صرف یہ کہ قرآن حکیم،احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم،اقوال وآثارصحابہ کرام کے حوالے سے ثابت نہیں بلکہ ایک متصادم وملعون نظام اجتماعی ہے۔محدثین و مفسرین، علماء امت کی کتب اس مکروہ اور انسانیت کے دشمن ملعون نظام کے خلاف استدلال سے بھری ہوئی ہیں۔کوئی ایک آیت،کوئی ایک حدیث،صحابہ کا کوئی ایک قول وعمل اشارۃً وکنایۃً بھی اس نظام کی تائید میں نہیں ملتا۔

زمانہ قریب کی معروف ومستندشخصیت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ،سیدسلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ،مولانا محمد اسحٰق صدیقی سندیلوی رحمۃ اللہ علیہ،مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ،علامہ اقبال مرحوم نے اس جمہوریت کوکفروشرک،دھوکہ وفریب اور دیوِ استبدادلکھا ہے۔جمہوریت زادوں کودوسو(۲۰۰)’’گدھے‘‘ لکھا ہے۔اورخودان کفار ومشرکین کے بڑے بڑے فلاسفر:’روسو‘ ’کارلائل‘،’نٹشے‘ اور’ڈون لے اگنیش‘ وغیرہ جنہوں نے اس نظام خبیثہ پر تنقید کی ہے اس سے ان کی کتابیں بھری پڑی ہیں، انہوں نے اس جمہوری طرز

حکومت کو احمقوں اور بے وقوفوں کی حکومت کہا ہے۔ جمہوری جماعتوں کو ''خچر'' تک کہہ دیا ہے۔ قرآن حکیم کی ایک نہیں بیسیوں آیات اور احادیث اس نظام ملعونہ کے خلاف بطور دلیل حقہ اور برھان قاطع موجود ہیں۔ جس سے اس نظام کا کلیۃً باطل ہونا ثابت ہے۔ انگریز نے مسلمانوں کی اجتماعیت ان کی مرکزیت کو ختم کرنے کے لیے اسی خرّافہ جمہوریت کو استعمال کیا۔

خلافت عثمانیہ کی وحدت کو جمہوریت کا راگ الاپ کر ختم کیا گیا:

ڈیموکریسی کا معنیٰ ہی قومیتوں کی آزادی اور خودمختاری ہے۔ خلافتِ عثمانیہ کی شکل میں امت ایک مرکز کے تحت جیسی کیسی تھی متحد تھی۔ اس سے مسلمانانِ عالم کی ایک اجتماعی صورت باقی تھی۔ اس اجتماعیت کو؛ خلافت کے نظام کو سب سے پہلے انگریز ملعون نے ختم کرنے کے لیے ترکی وحجاز، مصر وشام میں یہودیوں کے تربیت یافتہ نمایندے بھیجے؛ جنہوں نے جمہوریت کا راگ الاپا، خصوصاً ترکی میں۔ کمال اتاترک بھی انہی میں سے تھا۔ اس نے ترک قومیت کا نعرہ لگایا جواباً عربوں میں عرب قومیت کا نعرہ گونجا۔ مصر الگ ہوگیا، حجاز الگ ہوگیا، ترکی الگ ہوگیا، شام کے ٹکڑے ہوگئے، فلسطین علیحدہ، لبنان الگ شام کا موجودہ علاقہ خود دمشق وغیرہ صوبے تھے جو الگ الگ ملک کی شکل میں سامنے آگئے۔ مسلمان علاقہ، رنگ ونسل، لسانی قومیتوں میں بٹ گئے۔ مسلمان ہوتے ہوئے ان کے مفادات اپنی اپنی چاردیواری میں مقید ہوگئے، جو ایک دوسرے سے محبت رکھتے تھے دشمن بن گئے۔

آج خلافت قائم ہوتی تو ہماری بے چارگی کا یہ عالم نہ ہوتا:

آج پاکستان کا مسلمان، الجزائر، صومالیہ، بوسنیا، فلسطین، تاجکستان، ایران، چیچنیا، کشمیر وہندوستان میں مسلمانوں پر ہونے والے مظالم پر بے بسی کے آنسو تو بہا سکتا ہے مگر عملاً ان

کے لیے کچھ نہیں کر سکتا۔ نظام خلافت کے خاتمہ کے بعد امت مختلف قومیتوں میں بٹ کر منتشر ہوگئی۔ پاکستانی مسلمان کی بھی اب الگ قومیت ہے۔ ہم پاکستانی مسلمان ہیں۔ وہ دوسرے ملک کے مسلمان ہیں۔ ان کے قانون میں ان کے مفادات الگ ہیں۔ پاکستان کے قانون میں یہاں کے مسلمانوں کے مفادات الگ ہیں۔ آج اگر خلافت قائم ہوتی، قرآن کا نظام قائم ہوتا، وہ نظام قائم ہوتا جس سے پوری دنیا کے مسلمان ایک امت واحدہ ہوتے ایک دوسرے کی مدد کے لیے پہنچ سکتے تو یہ کسمپرسی کی حالت نہ ہوتی، بے چارگی کا یہ عالم نہ ہوتا۔

انگریز نے اس وحدت کو اسی ناپاک جمہوری نظام کے ذریعے ختم کیا۔ اسی جمہوریت کے ذریعے ہندوستان کے باشندوں میں پھوٹ ڈلوائی۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی حکمرانی کے امکانات کو ہمیشہ کے لیے ختم کرنے کے لیے جمہوری نظام نافذ کیا۔ جس نظام میں اقتدار اس کو ملتا ہو جس کے ساتھ عددی اکثریت ہو تو پھر ہندوستان کی آبادی سے ہندو اکثریت کو کبھی ختم نہیں کیا جا سکتا تھا۔ نتیجہ یہ کہ اس نظام کے ذریعے سے مسلمان اقتدار سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے علیحدہ کر دیا گیا۔ مسلمان ایک سائل بن گیا اپنے دینی حقوق کے تحفظ کے لیے بھکاری بن گیا...... یا بنا دیا گیا! جو اپنے مذہبی حقوق، اعتقادی حقوق، سیاسی حقوق، اقتصادی حقوق، اللہ اور اس کے رسول علیہ السلام کی شریعت مطہرہ کی پابند زندگی، اخلاقی اور شرم و حیا والی پاکیزہ زندگی گزارنے کے لیے کافروں سے بھیک مانگنے پر اس مردود نظام کے ذریعہ مجبور کر دیا گیا۔

مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کے لیے ہمارے بزرگوں کو نوے (۹۰) سال مسئلہ ختم نبوت پر جنگ لڑنا پڑی۔ نوے (۹۰) سال بعد ایک دینی مسئلہ وہ بھی دین کے مطابق حل نہیں ہوا۔ ڈھیلا ڈھالا سا حل ہوا، قدرے حل ہوا، ہمارے بزرگوں کا اخلاص اور

شہدائے تحریک مقدس ۱۹۵۳ء کا خون بے گناہی رنگ لایا۔اور یہ بھی محض اللہ تعالیٰ کا فضل تھا کہ اتنا کچھ ہوگیا۔

جمہوری نظام انسان کو اللہ کے تخت حاکمیت پر بٹھاتا ہے:

جمہوری نظام انسان کو اللہ کے تخت حاکمیت پر بٹھاتا ہے۔ جب اس کو لاؤ گے نافذ کرو گے تو پھر اسی طرح کی مشکلات اور رکاوٹیں پیدا ہوں گی۔یہی کچھ ہوگا۔ بھکاری بنے رہو گے......! جمہوریت کہتی ہے کہ اقتدار و حاکمیت انسان کا حق ہے۔لیکن اللہ کہتے ہیں کہ حاکمیت صرف میرا حق ہے اور کسی کا نہیں۔ پیدا میں نے کیا تو حکم دینا بھی میرا ہی حق ہے۔

اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ......(الاعراف:۵۴)

''اللہ ہی پیدا کرنے والا ہے؛اسی کا حکم چلے گا۔''

اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاهُ ذٰلِکَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ (یوسف:۴۰)

''حکم تو صرف اللہ کا ہے۔اس نے حکم دیا ہے کہ اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرو، یہی سیدھا دین ہے!۔

یہ دین کامل ہے۔اسی آیت مبارکہ کے آخر میں اس جمہوری نظام کی قطعیت سے نہ صرف تردید فرمائی بلکہ اس کی حقیقت بھی ظاہر کردی۔جس نظام میں سب سے بڑا اصول کثرت کا ہے،اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَایَعْلَمُوْنَ۔

''اور انسانوں کی اکثریت نہ جاننے والوں کی ہے۔''

جاہلوں کی ہے، بے علموں کی ہے،یعنی ان کو اپنے طور پر اقتدار و حاکمیت کا کوئی حق حاصل نہیں۔وہ نظام جس میں زانی،شرابی، فاسق و فاجر، بے نمازی، کافر و مشرک اور ایک دین دار، فرمان بردار نیک اور صالح ، عالم اور عابد، انصاف پسند اور ظالم و غاصب کا وزن

برابر کردیا جائے، جس میں حق اور باطل کی کوئی شناخت باقی نہ رہے۔اس نظام کو قبول کرنے کے بعد آپ اور میں، ساری دنیا کے انسان مل کر بھی کامیابی کی صرف دعا مانگ سکتے ہیں حاصل نہیں کرسکتے۔ کامیابی نصیب نہیں ہوگی۔ جب تک عمل تبدیل نہیں ہوگا۔نتائج صرف دعاؤں سے تبدیل نہیں ہوا کرتے،نتائج عمل سے بدلتے ہیں۔دعا عمل میں کامیابی کے لیے ہے۔سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل سے پہلے ہم کو دعا بتائی ہے تاکہ اس دعا کے ذریعے اللہ کی رحمت ونصرت کو شامل حال کرلو تاکہ تمہاری کمزوری اور غفلت سے یہ عمل غلط نہ ہوجائے اور نتیجہ بدل نہ جائے؛ بلکہ عمل صحیح رکھنے کی استعداد تم میں موجود رہے، تمہیں توفیق نصیب رہے۔

جمہوریت میں عوام سرچشمہ قوت ہیں:

وہ نظام جس میں انسان صرف انسان کا نمایندہ بن کر رہ جاتا ہو تو پھر انسان کی خواہشات کا احترام کرنا ہی اس کی ذمہ داری ہوجاتی ہے۔انسان جب قانون سازی کرتا ہے تو لوگوں کی خوشی اور لوگوں کی ناراضی کو سامنے رکھ کر قانون سازی کرتا ہے، اور اللہ اس بات کی قطعاً اجازت نہیں دیتے۔اس معاملے میں کسی کی کوئی حیثیت نہیں۔آج جس نظام کے حوالے سے میں اور آپ زندہ ہیں۔اور پورا عالم اسلام جس کا اَسیر واَجیر ہے؛ اس کا بنیادی اصول اور قانون ہے کہ 'طاقت کا سرچشمہ عوام ہیں'۔یعنی عوام کی قوت سے......یعنی عوام کے ووٹوں کی اکثریت سے پارلیمنٹ کے اراکین منتخب ہوتے اور اقتدار سنبھالتے ہیں اور قانون سازی کا اختیار حاصل کرتے ہیں اور عوام کی فلاح و بہبود، ان کے مسائل عوام کی منشا، ان کی خواہش کے مطابق حل کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں، محض ان کی رضا کا نام لے کر (جس کی دین اسلام میں قطعاً اجازت نہیں یہ طریقہ واصول جمہوریت کا ہے)۔

اللہ کہتے ہیں کہ قوت و طاقت کا سرچشمہ صرف اور صرف میری ذات ہے صرف میں

ہوں اور کوئی نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

اِنَّ الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا (البقرۃ:۱۶۵)

''تمام قوتیں صرف اللہ کے لیے ہیں''۔

تمام قوتوں کا مالک صرف اللہ ہے اور کوئی نہیں، ہماری تمہاری زمین و آسمان کی تمام مخلوقات کی حیثیت اللہ نے خود مقرر فرمادی ہے، بتادی ہے:

كُلٌّ لَّهٗ قَانِتُوْن (البقرۃ:۱۱۶)

''سب اس کی فرمانبرداری کے لیے ہیں۔''

کسی کو اختیار نہیں کہ اپنی خواہشات کو آزاد کر کے اپنی مرضی کے مطابق پورا کرے، قطعاً اس کی اجازت نہیں ہے۔ ایسا کرنا سرکشی و بغاوت ہے اور اس پر سزا ہے۔ دنیا میں اللہ کے قانون کے مطابق اور آخرت میں خوف ناک عذاب ہے۔

توجہ فرمایئے! ......اللہ پاک نے قرآن پاک میں دو لفظ ایک دوسرے کے مدمقابل بیان فرمائے۔ ایک ہے ''هَــوَا''ا(خواہش) ور دوسرا ''هُــدیٰ'' اپنی خواہشات اور اپنی ضروریات کو اللہ کی دی ہوئی ہدایت کے مطابق پورا کرنے والے مسلمان اور فرمانبردار ہیں۔ ہدایت پر ہیں۔ یہ ''ھُدیٰ'' ہے اور ''ھوا'' اپنی خواہشات پر چلنا، من مانی کرنا یہ 'ھوا' ہے اور اپنی خواہشات پر چلنے والے کفار ہیں، مشرک ہیں، نافرمان ہیں، اللہ نے ان کو قدم قدم پر ڈانٹا ہے...... وعیدیں سنائی ہیں! یہاں تک کہ پیغمبروں کو بھی حکم دیا ہے کہ اپنی خواہشات پر چلنا ہے نہ لوگوں کی خواہش پر۔

اللہ پاک نے واضح فرمایا ہے خبردار کسی کی خواہش نہیں صرف میرا حکم بجالایئے! فرمایا:

اِتَّبِعُوْا مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ (الاعراف:۳)

''جو کچھ آپ کے رب نے آپ پر نازل کیا ہے اس کی اتباع کیجیے''

اِتَّبِعۡ مَااُوۡحِیَ اِلَیۡکَ مِنۡ رَّبِّکَ (الانعام:۱۰۶)

''آپ کے رب کی طرف سے جووحی آئی ہےاس کے مطابق چلیے گا۔''

ایک مقام پر سیدنا داوٗد علیہ السلام کومخاطب کر کےفرمایا:

''یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلۡنٰکَ خَلِیۡفَةً فِی الۡاَرۡضِ فَاحۡکُمۡ بَیۡنَ النَّاسِ بِالۡحَقِّ وَلاَ تَتَّبِعِ الۡھَوٰی۔''

''اے داوٗد! ہم نے آپ کو زمین پر خلیفہ بنایا ہے۔پس لوگوں کے معاملات میں ان کے مابین فیصلہ اللہ کے حکموں کے مطابق کیجیے خواہشات کی اتباع نہ کیجیے۔''

''وَلَا تَتَّبِعِ الۡھَوٰی''

دیکھیے یہاں 'ھوٰی' کومطلق چھوڑ دیا گیا ہے کہ نہ اپنی نہ دوسروں کی۔نہ قریب کی نہ بعید کی ،کسی کی خواہش کے مطابق نہیں ،صرف اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کرنا ہے۔

ایک نظام کی اساس ھُدیٰ ہے، جوحق ہےاس میں پابندی ہے،حقوق ہیں،حدود ہیں۔

اورایک وہ نظام ہے جس میں حق اور باطل کا کوئی فرق نہیں ہے۔حلال وحرام کی حدود نہیں ہیں۔خواہشات کا لامتناہی سلسلہ ہے۔آدمی ان کی تکمیل میں آزاد ومختار کردیا گیا ہے۔اس کی اساس 'ھَوٰی' ہے۔دنیائے کفر میں آج نہیں ہزاروں برس پہلے بھی زنا حرام عمل تصور نہیں کیا جاتا تھااور آج بھی نہیں ہے۔اس کو زیادہ سے زیادہ کہتے تو یہ کہتے ہیں کہ کام اس نے غلط کیا۔وہ بھی تب جب زانیہ یہ کہہ دے کہ زانی نے میری مرضی کے خلاف کیا ہے۔پھر اسے جرم کہتے ہیں۔اس پر بھی مرد یعنی زانی کو شاید ہی سزا ملے۔مگر اللہ نے اسے جرم قرار دیا ہےاوراس کی دونوں کوسزا ہے۔

میرا سوال:

ہم مسلمان ہیں،ہم نے اللہ سے وعدہ کیا ہے،کہ اے اللہ! ہم تیری ہی فرمانبرداری

کرتے ہیں؛ تیرے علاوہ کسی کی فرمانبرداری نہیں کریں گے۔لیکن آج ہماری عملی زندگی کیا ہے؟ آج وہ نظام جس کے ذریعے اسرائیل میں یہودیوں کی حکومت قائم ہے وہاں بھی ایک آدمی کا ایک ووٹ ہے...... میں پوچھ سکتا ہوں آپ سے، پڑھے لکھے دوستوں سے، مغالطے میں رہنے والے علماء سے؟......میرا سوال ہے؟ مجھ کو بتایا جائے کہ اگر اسلام میں جمہوریت ہے تو پھر یہودیوں نے اسے کیا سمجھ کر قبول کیا ہوا ہے؟......اسلام؟۔ہندوستان کے ہندو نے، یورپ وامریکا میں یہود ونصاریٰ نے کیا اسے اسلام سمجھ کر قبول کیا ہوا ہے؟ نافذ کیا ہوا ہے؟......نہیں اور بالکل نہیں!۔سوچیے......اور سمجھیے!......نکلیے اس فریب سے۔

امریکا کو پاکستان میں جمہوریت کے استحکام میں دلچسپی کیوں رہتی ہے؟

آج امریکا کہتا ہے کہ ''پاکستان میں جمہوریت کے استحکام کو خطرہ ہے۔'' سوچنے والی بات ہے کہ امریکا کو پاکستان میں جمہوریت کے استحکام میں اتنی دلچسپی اور فکرمندی کیوں ہے؟ سوال یہ ہے کہ امریکا کو اگر جمہوریت اتنی ہی پیاری ہے تو کیا اس کے اسلام ہونے کی وجہ سے ہے؟......نہیں اور قطعاً نہیں!۔اس بین الاقوامی دہشت گرد عالم اسلام کے بدترین دشمن کو صرف اس لیے دلچسپی ہے کہ اگر پاکستان میں جمہوریت نہ رہی تو ہماری بالادستی قائم نہ رہ سکے گی۔مسلمان کفر کا غلام نہ رہ سکے گا، غلام نہ رکھا جا سکے گا۔

۱۹۴۷ء سے جمہوری نظام میں نفاذِ اسلام کی جدوجہد......مگر نتائج کیا ہیں؟

معزز سامعین کرام!

پاکستان میں......۴۷ء سینتالیس سے ۹۵ء پچانوے آ گیا، اسی نظام جمہوریت کے تحت ہم نے نفاذ اسلام کی جدوجہد کی، یعنی ہمارے علماء نے جمہوری نظام کے ذریعے اسلام لانے کی کوشش کی، جدوجہد کی۔ہم ان کے اخلاص پر شک نہیں کرتے اور نہ کرنا چاہیے۔ہم

سمجھتے ہیں کہ انہوں نے خلوص کے ساتھ اس نظام کے ذریعے کوشش کی کہ اسلامی نظام کے قیام کی کوئی عملی صورت ممکن ہوجائے، لیکن نتائج آپ کے اور ہمارے سامنے ہیں اڑتالیس (۴۸) برس کی محنت کے بعد نتائج یہ ہیں کہ آج نفاذ اسلام تو ایک طرف، خود اسلام اور نفاذ اسلام کی جدوجہد کرنے والوں کا وجود خطرے میں ہے۔

قرآن کریم کو سپریم لاء ماننے سے پوری ڈھٹائی اور بے حیائی کے ساتھ انکار کیا گیا ہے۔ بھیانک جرائم کی اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے مقرر کردہ سزاؤں کو پوری بے حیائی کے ساتھ سفّاکانہ، وحشیانہ، ظالمانہ کہا گیا ہے......معاذ اللہ!۔

جمہوریت کفر ساز وکفر پرور نظام ہے:

اسی من مانی کی اجازت دینے والی جمہوریت کی وجہ سے برائی طاقت وَر ہے، صحابہ کو گالی دینے والا طاقت وَر ہے، مسلّماتِ قرآن کا انکار کرنے والا طاقت وَر ہے۔ ریڈیو ٹی وی پر ان لوگوں کے لیکچر ہوتے ہیں؛ جو اللہ کے حلال کردہ کو حرام اور حرام کردہ اعمال کو حلال قرار دیتے ہیں۔ شراب خانے آزاد ہیں۔ یہ بے شرم لوگ اپنی تقریبات کو تمام فواحش و منکرات سے بھرپور کردیتے ہیں کوئی انہیں پوچھنے والا نہیں اور نہ ہی یہ خرافات اس نظام میں جرم ہیں۔ پوری قوم کو ٹی وی ریڈیو کے ذریعے ناچنے گانے والوں، عصمت فروشوں، بھڑووں اور کنجروں کے سپرد کردیا گیا ہے۔ زنا و شراب، عریانی وفحاشی کے سیلاب نے پوری قوم کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے! یہ ساری ظلمت اسی کفر ساز، کفر پرور نظام جمہوریت کی وجہ سے ہے!۔

جمہوری معاشرے میں کوئی رب بن بیٹھے تو اس پر پابندی نہیں:

اس نظام کے بارے میں......جائیے، خدا کے لیے مطالعہ کیجیے، جمہوری معاشرے کے

فرد پر کوئی پابندی عاید نہیں ہوتی، چاہے تو وہ نبوت کا دعویٰ کر دے اور چاہے تو رب بن بیٹھے (معاذ اللہ!) مگر اسلام میں تو ایسی بکواس کرنے والا گردن زنی ہے۔ اسلام میں اگر مجھے کہا گیا ہے کہ نماز پڑھ؛ تو نماز کے بعد بے حیائی کا ماحول ختم کرنے کا بھی اسلام مجھے حکم دیتا ہے اور نمازی کے لیے نیکی اور رَاست بازی، اللہ کی فرمانبرداری کا معاون وساز گار ماحول مہیا کرنے کا بھی حکم ہے، مجھے زنا سے منع کیا گیا تو اسلام زنا کے اسباب کو بھی ختم کرتا ہے۔ چوری کی سزا مقرر کرتا ہے تو چور بننے کے تمام اسباب ختم کرتا ہے، ان اسباب کے راستے مسدود کر دیتا ہے۔

یہ کیسا نظام ہے جسے ہم 'اسلامی' مان کر قبول کر بیٹھے ہیں؟ مگر وہ امریکا میں موجود، برطانیا میں موجود، تمام یہود و نصاریٰ کے پاس موجود، اسرائیل میں نافذ، ہندوستان میں بھی یہی نظام رائج اور پاکستان میں بھی یہی نظام؟......اور نتائج آپ وہ لینا چاہتے ہیں جو اللہ نے بدر و حنین والوں کو دیے؟ اسلام نافذ کرنے والوں کو دیے؟ اسلام کے مطابق چلنے والوں کو دیے؟ جس نظام کے ذریعے پوری دنیا کے یہودی اور عیسائی طاقت ور ہو کر امت مسلمہ کو نوچ رہے ہیں، انہیں محکوم بنایا جا رہا ہے۔ جس نظام کے ذریعے مسلمانوں کی اقتصادیات، معاشیات اور سیاسیات ان کے قبضے میں ہیں۔ نظامِ تعلیم، طریقِ تعلیم، طرزِ تعلیم، مقصدِ تعلیم سب کچھ ان کے قبضہ میں چلا گیا۔

جمہوری نظام روزِ اَوّل سے دِین کا دشمن ہے:

جس مکروہ و مردود جمہوری نظام میں پھنس کر آج مسلمان عالمی قزّاق، یہود و نصاریٰ کی تنظیم آئی ایم ایف کا بے بس غلام بنا ہوا ہے، ہماری اقتصادی، معاشی سیاسی پالیسی آئی ایم ایف دے رہا ہے...... اسی مردود و ملعون شیطانی نظام کی وجہ سے امریکا وحشی بھیڑیے کا رُوپ دَھار چکا ہے۔ پورا عالم اسلام اس کا شکار اور پاکستان اس کی زر خرید سٹیٹ کا منظر

پیش کر رہا ہے۔ یہ نظام اگر ان کفار و مشرکین کی کمزوری کا کسی بھی درجہ میں ذریعہ بن سکتا ہوتا تو وہ کب کے اسے ترک کر چکے ہوتے۔ یہ نظام روزِ اوّل سے ہی دین کا دشمن، دین والوں کی ذلت کا سبب اور کفر ساز و کفر پرور ہے۔

اسی نظام کے ذریعے انہوں نے مسلمانوں کو کمزور کیا، ان میں انتشار پھیلایا، امت کی وحدت کو پارہ پارہ کر کے مختلف ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا۔ آج ہم پاکستان میں رہتے ہوئے پاکستانی نہیں ہیں بلکہ پنجابی ہیں، بلوچ ہیں، پٹھان ہیں، ہم پر سندھی یا سرائیکی ہونے کی چھاپ ہے، یا ہم مہاجر ہیں...... دیگر مسلم ممالک بھی اسی طرح تقسیم ہیں۔ یہ سب کیوں ہے؟ اگر اس کے اصل اسباب پر غور کیا جائے تو جس نظام کو آپ نے قبول کیا ہے مجبوراً یا جہالت سے تو معلوم ہوگا کہ یہ سب اسی کا کیا دَھرا ہے۔ یہی نظام انسانوں کو ٹکڑے کرتا اور بانٹتا ہے۔ اس نظام میں جو جماعت برسرِ اقتدار آئیگی ملکی وسائل سب سے پہلے اس کے وڈیرے اپنے لیے؛ پھر اپنے کارکنوں کے لیے وقف کرے گی۔ اس کے بعد کچھ بچے گا تو کسی مستحق کو شاید ہی کچھ مل سکے۔

جب کہ اسلام میں حاکم کا فرض ہوتا ہے کہ وہ ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کرے۔ یہاں ضرورت مند صرف وہ ہوتا ہے جس کا تعلق برسرِ اقتدار پارٹی سے ہو۔

آپ دیکھ رہے ہیں کہ قیامِ پاکستان سے اب تک ہمارے علماء نے، مسلمان بہادروں نے، جی داروں نے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مر مٹنے والوں نے، دین کے فدا کاروں اور جاں نثاروں نے، شہداءِ ختمِ نبوت نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے، لیکن پھر بھی تبرائیوں کے خلاف، مرتدوں کے خلاف، مرزائیوں کے خلاف، قرآن وحدیث کے منکروں کے خلاف شریعت کے مطابق قانون نہیں بن سکا...... کیوں نہ بن سکا؟ ......اسی جمہوری سیاسی نظام کی وجہ سے۔

ان جمہوریت زادوں نے شاتم رسول کی جو سزا رکھی اسے انہوں نے مجبوری کے تحت قبول کیا ہوا تھا؛ اوراب موجودہ حکومت اسے بھی ختم کرنے در پئے ہے۔

اسلام میں نبی علیہ السلام کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والے کی سزا کیا ہے؟......کیا دنیا کو معلوم نہیں؟

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کیا کیا تھا؟

کیا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ کے زمانہ میں مسیلمہ کذّاب کو سزا دینے کے لیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کسی کو مطالبہ کرنا پڑا تھا؟ کہ مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے، اس کے خلاف قانون بنا کر اسے سزا دیجیے!۔

نہیں!......قطعاً نہیں!......مطالبہ کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔

مطالبہ کرنے کی ضرورت کیوں پیش نہیں آئی؟......اس لیے کہ اسلام عملاً نافذ تھا؛ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام کے نمائندہ تھے، خلیفۃ المسلمین تھے، عوام کالانعام کے نمائندہ نہیں تھے۔

انہوں نے مسیلمہ کذاب کے خلاف جہاد کیا......اور اس فتنہ کو ختم کردیا......جہنم واصل کیا!......کیوں؟......اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعویءِ نبوت اللہ کے دین میں جرم ہے۔ اور اسلام نے اس کی سزا مقرر کردی ہے۔

یہ سزا کسی کے مشورے سے طے نہیں ہوئی بلکہ اللہ کا فیصلہ اور اس کے رسول کا حکم ہے:

مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ......(الحدیث)......جو شخص اپنا دین بدل لے اسے قتل کردو۔

اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ یہ دعویٰ، یہ عمل صرف اسلام میں جرم ہے۔ انسانی وضع کردہ کسی نظام خصوصاً جمہوریت جیسے مردود نظام میں جرم نہیں۔ اسلام نافذ ہوگا تو کفر وارتداد کا خاتمہ ہوگا؛ الحادوزندقہ مٹے گا۔

پاکستان میں عیسائی ریاست بنانے کا امریکی منصوبہ:

اور یہ امریکا، دنیا کا سب سے بڑا بدمعاش جو عالم اسلام خصوصاً پاکستان میں نفاذ اسلام کے راستے مسدود کرنے کی خوف ناک سازشیں کررہا ہے اس کے بارے میں آپ کے ذہن میں ایک بات رہنی چاہیے کہ اہانت رسول کے مجرموں کو آج جس طریقے سے اس ملک میں مقدمے کا ایک ڈراما رچا کر بیرون ملک فرار کرادیا گیا ہے۔ پاکستان کے اسلامی تشخص اوراس کی وحدت کو ختم کرنے کا ایک خوفناک منصوبہ ہے اور ایک سازش ہے۔ وہ سازش یہ ہے کہ پنجاب میں ضلع خانیوال سے لے کر ضلع گوجرانوالہ تک عیسائیوں کی ایک الگ خود مختار ریاست بنوائی جائے۔ جس کا مطالبہ عیسائیوں نے لندن میں کردیا ہے۔ جنیوا میں قائم رسوائے زمانہ نام نہاد انسانی حقوق کے تحفظ کے ادارے میں ان کے نمایندے گئے ہیں۔ کرسچین لیگ پاکستان کے صدر نے لندن میں انٹرویوز دیے ہیں۔ بی بی سی کو، وائس آف امریکا کو، وائس آف جرمنی کو ہندوستان ٹائمز کو کہ پاکستان میں ہم غیر محفوظ ہیں۔ ہمیں پاکستان میں ایک ''آزاد اور خودمختار'' ریاست دی جائے۔

غور کیجیے الگ صوبہ نہیں الگ ریاست۔ وہ بھی آزاد اور خودمختار ریاست چاہتے ہیں۔ مقصد کیا ہے؟ مقصد پاکستان کے آئین میں اہانت رسول اور ختم نبوت کے منکرین سے متعلق امتناع قادیانیت آرڈیننس اور دیگر اسلامی دفعات کو ختم کرنے کی خوف ناک سازش ہے۔ جو یہود و نصاریٰ اور قادیانیوں کی ملی بھگت سے طے ہوئی ہے جس کے لیے قادیانی خود سامنے نہیں آئے۔ قادیانیوں نے دفع ۲۹۵ سی، ۲۹۶ سی، ۲۹۷ سی، ۲۹۸ سی کو ختم کرنے کے لیے اسی سازش کے تحت عیسائیوں کو آگے کیا ہے کہ عیسائیوں کو آگے کرو، ان سے اہانت رسول کے اشتعال انگیز جرم کا ارتکاب کراؤ۔ مسلمان مشتعل ہوں گے؛ کہیں ایک آدھ عیسائی مرے گا، کہیں مقدمے ہوں گے، عیسائیوں کے خلاف نفرت پیدا ہوگی۔ بیرونی دنیا

میں پروپیگنڈہ ہوگا کہ پاکستان میں عیسائی اقلیت میں ہیں۔وہ غیر محفوظ ہیں انہیں مارا جار ہا ہے......مولوی دہشت گرد ہیں...... وہ ہمارے عیسائیوں کو ہمارے ہم مذہب بھائیوں کو وہاں جینے نہیں دیتے......ان کے حقوق محفوظ نہیں......ان کے حقوق ان کی آزادی محفوظ نہیں...... وغیرہ وغیرہ اور یہ پروپیگنڈہ کیا جارہا ہے تاکہ یہود ونصاریٰ کے پشتیبان اور نمایندے امریکا، برطانیہ، جرمنی وغیرہ پاکستان میں عیسائیوں کو تحفظ دِلانے کے بہانے مداخلت کریں دباؤ ڈالیں اور پاکستان سے ایسے قوانین کا خاتمہ کرایا جائے۔مذہبی اور دینی تنظیموں پر پابندی لگوائی جائے تاکہ کفر کے خلاف مزاحمتی کردار ادا کرنے والوں کو ختم کر دیا جائے یا کم ازکم کمزور کر دیا جائے۔انہیں سیکولر بے دین بننے پر مجبور کر دیا جائے۔

حضرات گرامی! اس وقت تین سو عیسائی ایسے مقدمات میں ملوث ہیں جو ملک کی مختلف جیلوں میں مقید ہیں۔ یہاں ایک ہی سوال ہے کہ اگر یہ سازش نہیں ہے تو 1947ء سے لے کر 1980ء تک عیسائی اہانت رسول کے جرم کے مرتکب کیوں نہیں ہوئے؟ ان کے خلاف مقدمات کیوں نہیں بنے۔اہانت رسول کا یہ انتہائی تکلیف دہ اور شر انگیز سلسلہ یکدم کیوں شروع ہوگیا۔جب سے دفعات 295 سی 96-97-98 سی نافذ ہوئی ہیں اس کے بعد یہ مکروہ عمل اور تیز ہوگیا......کیوں؟ اس خوف ناک اور مکروہ عمل میں ملوث گرفتار شدگان میں سے کسی عیسائی کو آج تک سزا نہیں ہوئی......آخر کیوں؟۔

میں اس سلسلہ میں چند مقدمات بطور مثال پیش کرتا ہوں۔رحمت اور سلامت مسیح سے قبل بہاول پور کے گل مسیح، سرگودھا کے ارشد جاوید کو بھی سزائے موت سنائی گئی تھی جنہیں لاہور ہائی کورٹ نے بری کر دیا۔نومبر 94ء کراچی کے چاند اور برکت مسیح اور ایک اور علاقے کے سرور مسیح بھٹی پر بھی توہین رسالت آرڈیننس کے تحت مقدمہ بنایا گیا لیکن وہ بھی چھوڑ دیے گئے۔سمندری کے انور مسیح پر بھی یہی مقدمہ ہے جو زیر سماعت ہے......

(روزنامہ جنگ، لاہور 13 فروری 95ء بروز پیر ص 8۔ لیڈی رپورٹر۔) یہ ایک سوال ہے……سوچیے اور سمجھیے ……اور خبردار ہو جایئے اور جناب کراچی میں امریکن قونصلیٹ کے سفارت کاروں کا قتل نئی بات نہیں ہے۔ تین چار مہینے پہلے اسلام آباد میں بھی امریکی سفارت خانے کا ایک بہت بڑا افسر حملہ سے بچنے کے لیے گاڑی سے چھلانگ لگا کر بھاگنے لگا تو اسے گولی ماردی گئی۔ اس وقت امریکا کے صدر کلنٹن نے کیوں یہاں اپنے کمانڈوز نہیں بھیجے؟ اس وقت یہاں سی آئی اے کے نمایندے تحقیقات کے لیے کیوں نہیں آئے؟ آج یکدم کیوں آ گئے جب یہ دو مارے گئے؟ (امریکن قونصلیٹ کے دونوں افراد دراصل ایجنٹ تھے سفارتی نمایندے نہیں تھے)

کراچی میں قتل وغارت گری کے مقاصد:

یہ بھی اسلام اور پاکستان کے خلاف سازش ہے۔ کراچی جو پاکستان کا بین الاقوامی شہر ہے۔ بین الاقوامی رابطے کا، تجارت کا ذریعہ ہے۔ آپ کی تمام بندرگاہیں کراچی، گوادر، پسنی وغیرہ کراچی سے سمندری اور خشکی کے راستے سے مربوط ہیں۔ ان تمام پر امریکا قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ اس کے لیے اس نے کراچی میں قتل وغارت گری کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ تاکہ مقامی باشندے مسلمان کراچی چھوڑ دیں۔ بھاگ جائیں، مرزائی، عیسائی، یہود و نصاریٰ اور ہنود ان سب کی سازش ہے۔ انکی پلاننگ ہے کہ مذہبی قوتوں کو آپس میں لڑاؤ۔ ان کے کفر کے خلاف مزاحمت کرنے والے جی دار مسلمانوں کو قتل کرادو، دہشت گردی عام کردو……کمال کی بات ہے کہ دو امریکن عیسائی قونصلیٹ کے ملازم مر گئے۔ اس پر کراچی سینٹرل کا ڈپٹی کمشنر گرفتار ہو گیا۔ ان دو چوہڑوں کے مرنے پر پندرہ سو آدمی گرفتار ہو گئے۔ گویا ثابت ہو گیا کہ ہماری حکومت کے پاس ایسے وسائل ہیں کہ اگر وہ چاہے تو اصل مجرموں کو پکڑ سکتی ہے۔ انہیں جانتی ہے۔ کیا ہم پوچھ سکتے ہیں کہ ڈپٹی کمشنر کراچی سینٹرل کو

کیوں پکڑا گیا؟ آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ یہ دہشت گردوں کا سر پرست ہے؟...... سینکڑوں ہزاروں بے گناہ مر رہے ہیں...... لاشے تڑپ رہے ہیں...... گھروں میں آرام سے بیٹھے ہوئے بے گناہ لوگوں کو قتل کیا جا رہا ہے...... مسلمان عورتوں کی عصمتیں پارہ پارہ کر دی جاتی ہیں...... لاشوں کو وحشیانہ طریقے سے مسخ کر دیا جاتا ہے...... زندہ انسانوں کو پکڑ کر ڈرل مشین سے سوراخ کر کے اذیتیں دے دے کر مارا جاتا ہے...... زندہ جلا دیا جاتا ہے...... مگر پاکستان کی حکومت کو مجرم نظر نہیں آتے...... حکومت ٹس سے مس نہیں ہوتی...... دو عیسائی چوھڑے مارے گئے تو پندرہ سو آدمی گرفتار کر لیے گئے، حکومت ہل گئی، امریکا بھی کتنا مستعد ہو گیا اور امریکا کی خوشنودی حاصل کرنے والی ہماری حکومت امریکا کے ایجنٹوں کے لیے کتنی مستعد ہو گئی ہے؟ سوچنے والی بات ہے؟

اور یہ بھی یاد رہے کہ لاہور، جھنگ، وہاڑی، کراچی، تلمبہ، کبیر والا اور دیگر شہروں میں جہاں مسلمان مساجد کے اندر بے گناہ مار دیے گئے وہاں تو حکومت مستعد نہ ہوئی۔ وہاں انہیں مجرم نظر نہ آئے، پنجاب کے مساجد میں بمباری کرنے والے دہشت گرد تو نہ پکڑے گئے...... ہم سمجھتے ہیں اور ان حالات کی روشنی میں یہ رائے قائم کرنے کا حق رکھتے ہیں کہ یہ سب کچھ امریکا کی سازش سے حکومت کی مرضی کے ساتھ ہو رہا ہے۔ دو عیسائیوں کا مارا جانا بھی ایک ڈرامہ ہے...... اس کو بہانہ بنا کر مذہبی قوتوں پر ہاتھ ڈالنا مقصود ہے۔ ان کو کچلنا چاہتے ہیں۔

مزاحمتی کردار اہل حق نے ادا کرنا ہے کسی جمہوری مولوی نے نہیں:

مسلمانو! یاد رکھو! امریکا اور موجودہ حکومت اس ملک میں جو کچھ کرنا چاہتے ہیں اس کی مخالفت کسی ظالم جاگیردار، لٹیرے وڈیرے نے، سود خور صنعت کار، تاجر، بینکار نے نہیں کرنی، اور نہ ہی کوئی فلم اور ٹی وی کا بھانڈ اور نٹ کرے گا اور نہ ہی ناچنے گانے والا کنجر، بھڑوا

کرے گا اور نہ ہی کوئی جمہوریت زادہ کرے گا۔مزاحمت کریں گے تو صرف علماء حق کریں۔مولوی کریں گے۔ یہ مزاحمتی کردار اہل حق نے ادا کرنا ہے کسی جمہوری مولوی نے بھی نہیں کرنا۔جمہوریت زدہ مولوی جمہوریت کی ڈسی ہوئی کسی جماعت نے نہیں کرنا۔

ان مزاحمت کرنے والے علماء کو ہی ختم کرنا مقصود ہے۔ پہلے ان کو آپس میں لڑا کر مروادیا جائے۔اتنی قتل و غارت گری کرائی جائے کہ لوگ تنگ آکر جب چیخ اٹھیں تو پھر نام لگادیا جائے دینی تنظیموں کا۔اصل منصوبے کولوگوں کی نظروں سے اوجھل رکھنے کے لیے شیعہ سنی فسادات کروائے جارہے ہیں۔انہیں شیعہ سنی فسادات کا نام دے دیا گیا ہے۔ شیعہ مرتا ہے تو سنی کے گلے ڈال دیا جاتا ہے۔سنی مرتا ہے تو شیعہ کے گلے ڈال دیا جاتا ہے۔سو میں دو آدمی شیعہ سنی لڑکر مرتے ہیں اٹھانوے فیصد کیس منصوبہ بندی کے تحت ڈالے جاتے ہیں۔تا کہ عوام میں خوف وہراس پھیلے۔عوام مذہبی لوگوں اور علماء سے دور ہوجائیں۔دین والوں سے نفرت کریں۔انہیں دہشت گرد سمجھ کران کے قریب نہ پھٹکیں۔

میں پوچھتا ہوں اگر یہ دہشت گردی دینی قوتوں کے خلاف سازش نہیں تو پھر مسجدوں پر فائرنگ، اور بمباری کیوں ہوتی ہے؟ ......کوئی شراب خانہ کیوں نہیں جلایا جاتا؟......سینما کیوں نہیں جلتا؟......لڑائی ایم کیوایم اور پی پی میں ہے، جھگڑا ایم کیوایم کا آپس کا بتاتے ہو،صلح کے لیے......کراچی میں امن کے لیے الطاف حسین سے مذاکرات کرتے ہو، آدمی بھیجتے ہومگر آج تک پی پی کا دفتر تو نہیں جلا......کوئی جیالا نہیں مارا گیا؟...... مارے جاتے ہیں تو حافظ قرآن......تراویح پڑھنے والے...... روزے رکھنے والے......اعتکاف بیٹھنے والے...... دین کے نفاذ کا مطالبہ کرنے والے؟......لڑائی ایم کیو ایم اور پی پی کی، گفتگو الطاف حسین سے امن کے لیے، دہشت گردی اور قتل کے الزام میں گرفتار مولوی اور حافظ قرآن؟ یہ کیا ہے؟ خدا کے لیے سمجھو اس سازش کو!۔

مساجد و مدارس کو بند کرنے کی ناپاک سازشیں:

جناب غور فرمایئے مسجدوں میں ہونے والے بم دھماکوں پر بی بی سی نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ ''مسجدیں خالی نہیں ہوئیں نمازیوں کی تعداد کم ہوگئی ہے'' گویا ان مرُدودوں کا منصوبہ تھا کہ اتنی دہشت پھیلا دو کہ مسجدوں میں اذان بھی نہ ہو۔ مسجدیں ویران ہو جائیں...... مسجدیں مسلمانوں کی دینی و دنیاوی زندگی کا محور و مرکز ہیں۔ ان مسجدوں کی وجہ سے ہماری ٹوٹی پھوٹی اجتماعیت قائم ہے۔ ہم آپس میں لڑتے بھڑتے ہیں مگر پھر بھی ایک امام کے پیچھے نماز پڑھ لیتے ہیں۔ اور اب دینی مدارس بند کرنے کا ناپاک منصوبہ کا اعلان ہوا ہے۔

وزیر اعظم، گورنر پنجاب، وزیر داخلہ اور حکومت کے ''بھونپو'' بروزن ''بھونکو'' مسٹر کھرل کی ہذیان سرائی دینی مدارس کے متعلق اخبارات کے صفحات پر موجود ہے۔ دینی مدارس دہشت گردی پھیلا رہے ہیں؟ حکومت کروڑوں اربوں روپے کی گرانٹوں سے چلنے والے اپنے تعلیمی اداروں کا حال دیکھے۔ تعلیمی ادارے قتل گاہیں، عیاشی و بدمعاشی کے ادارے بن چکے ہیں۔ کبھی کسی دینی مدرسے کے متعلق سننے میں آیا نہ دیکھنے میں آیا۔ ڈاکے یونیورسٹیوں کے گریجویٹ ڈاکو مارتے ہیں۔ ہاسٹلوں میں جوئے اور مجرے کون کراتا ہے؟ بینکوں میں فراڈ کر کے اربوں کھربوں روپیہ قوم کا کس نے کھایا؟ کنجروں، نٹوں، بھانڈوں، میراثیوں اور اوباشوں کو کھلی چھٹی کس نے دے رکھی ہے؟

حکمرانو!...... سیاست دانو!...... جمہوریت زادو!...... تم نے تعلیمی اداروں کو تم نے تباہ کیا...... قوم کے بچوں کو آوارہ اور ڈاکو تم نے بنایا ہے۔

مجرمو! تم نے...... مولویوں نے نہیں، دین والوں نے نہیں۔ ملک کو مقتل اور ناچ گھر تم نے بنایا ہے! ملک کا امن تم نے غارت کیا...... اس کی وحدت کو ضغطہ میں کس نے ڈالا؟

مولویوں نے نہیں۔دینی مدارس میں قرآن کی تعلیم ہوتی ہے۔دین پڑھایا جاتا ہے۔اللہ اور اس کے رسول کے احکام،اس کی شریعت سمجھائی پڑھائی جاتی ہے،دینی تہذیب،شرم وحیا سکھائی جاتی ہے۔شرافت کے ساتھ ساتھ صداقت وشجاعت پیدا کی جاتی ہے۔ان کو بند کرنے کے لیے ناپاک منصوبے بنائے جارہے ہیں۔

بے شک غلطی کی ہمارے ان مولویوں نے ......ہاں ہاں!......میں کہتا ہوں غلطی کی جنھوں نے سرکاری فنڈ سے زکوٰۃ کے نام پر پیسہ لیا۔انھوں نے خالص سود کھایا ہے۔آج وہ اس کے وبال میں گرفتار ہیں۔یہ زکوٰۃ نہیں حرام خوری ہے۔جنھوں نے کھائی اس کے نتائج سامنے آگئے۔ایسا مال کھانے والے کے دل میں ایمان کی قوت باقی نہیں رہتی۔اندر ظلمت اور سیاہی چھا جاتی ہے۔وہ بزدل اور کمزور ہو جاتا ہے۔دین کے مخالف کے سامنے دین کی بات جم کر نہیں کرسکتا وہ منمناتا ہے......ممیاتا ہے......بہادر بنو!......توبہ کرو!......لعنت بھیجو حکومتی سرمائے پر!......جس کا دین پڑھاتے ہو اس پر توکل کرو!......خود بھی بچو مدارس کو بھی بچاؤ!......میدان میں آؤ!۔

اہل حق علماء کو ختم کرنا جمہوریت زادوں کا منصوبہ ہے:

بہرحال کفار ومشرکین اور ان کے ہم نواؤں کا؛ جمہوریت زادوں کا یہ منصوبہ ہے۔دین دار قوتوں کے خلاف،یہ سب اسی مکروہ نظام کا حصہ ہے۔اس نظام کے باوجود مسلمان عوام کو مکمل طور پر بے دینی کی راہ پر نہیں چلا سکے۔جب تک یہاں علماء وصلحاء موجود ہیں۔اہل حق موجود ہیں۔دینی قوتیں موجود ہیں۔اس لیے انہیں ختم کرنے کے لیے منصوبے ہیں، سازشیں ہیں،پاکستان میں اسلام کے نفاذ کے خلاف جمہوریت نے کتنے طوفان کھڑے کردیے ہیں؟۔ایک طرف عیسائیوں کو کھڑا کردیا گیا۔ایک طرف قادیانی آگئے۔کہیں منکرین قرآن اور منکرین صحابہ آگئے،کہیں اللہ کا انکار کرنے والے آگئے،کہیں ہمیں علاقائی

لسانی گروپوں میں گروہوں میں بانٹ کر اُلجھا دیا گیا ہے۔ ہم مسلمان نہیں رہے۔ ہم قومیتوں میں بٹ کر تقسیم دَر تقسیم ہوتے جارہے ہیں۔ اتنے خوف ہم پر مسلط کردیے گئے ہیں کہ آدمی سوچنے بیٹھے تو عملی قدم نہیں اٹھاسکتا۔ یہ قویٰ کو مضمحل کردینے والے اعصاب شکن حالات پیدا کردیے گئے ہیں۔ گھر سے نکلنے والا گھر والوں کے عدم تحفظ کے احساس کا شکار ہوتا ہے اور گھر والے گھر سے جانے والے کے لیے عدم تحفظ کا شکار ہوتے ہیں کہ زندہ واپس آتا ہے یا نہیں۔ پورا ملک خوف ودہشت کی لپیٹ میں ہے۔

یہ سب کچھ کرگزرنے میں دشمن کیوں کامیاب ہوا......؟ اس کا کھوج لگانا ضروری ہے۔

قوموں کی تباہی کے اسباب حدیث کی روشنی میں:

جیسا کہ میں پہلے بھی عرض کرچکا ہوں کہ اس تباہی وبربادی اور نِکبت واِدبار؛ تشتت وانتشار کے اصل اَسباب کو جب تک تلاش کرکے انہیں ختم نہیں کیا جائے گا اس وقت تک مرض جوں کا توں موجود رہے گا؛ بلکہ بڑھتا چلا جائے گا اور یہ اسباب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آج سے چودہ سوسال قبل بیان کردیے ہیں۔ ہمیں باقی سب تدبیریں چھوڑ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر مکمل یقین رکھتے ہوئے اس مرض کا علاج کرنا ہوگا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اقوام کی تباہی وبربادی کا سبب پانچ (5) چیزیں بیان فرمائی ہیں۔ ان کی روشنی میں ہم اور آپ اپنے اعمال واخلاق کا، زندگی کا جائزہ لیں کہ کیسے ہماری حالت سدھر سکتی ہے اور کیسے اللہ کی تائید حاصل ہوسکتی ہے؟۔ کیسے ملک امن کا گہوارہ بن سکتا ہے؟۔ بےحیائی کا، بےدینی کا، کفر غلبہ کیسے ختم ہوسکتا ہے؟۔

اِدھر دیکھو اَرے!......میرا ہاتھ گندا ہو تو اماں بھی ہاتھ پر چیز نہیں رکھتی، وہ کہتی ہے کہ جا بیٹا؛ پہلے ہاتھ دھوکے آ، ہم جو گناہوں سے لتھڑے ہوئے ہیں اور اللہ کی نافرمانی کے گند میں ڈوبے ہوئے ہیں، من مانیاں کرنے والوں پر خدا کی رحمت کیوں آئے......؟ کیسے ہم

ناپاکوں کے نزدیک آئے؟ پہلے پاک ہوجاؤ صاف ہوجاؤ۔توبہ کرلو......توبہ ہم نہیں کرتے، مانگنے والے ہم نہیں بنتے،فریب کرتے ہیں،منافقانہ طرزعمل اختیار کرتے ہیں،ریاکاری چھوڑو،مخلص ہوجاؤ!۔سنو! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا ہے......فرماتے ہیں:

عَن ابْـن عَبَّـاس قَـالَ: مَـا ظَهَـرَ الْـغُلُولُ فِى قَوْمٍ إِلَّا أَلْقَى اللَّهُ فِى قُلُوبِهِمُ الـرُّعْبَ وَلَا فَشَا الزِّنَا فِى قَوْمٍ إِلَّا كَثُرَ فِيهِمُ الْمَوْتُ وَلَا نَقَصَ قَوْمٌ الْمِكْيَالَ وَالْـمِيـزَانَ إِلَّا قَـطَـعَ عَنْهُمُ الرِّزْقَ وَلَا حَكَمَ قَوْمٌ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا فَشَا فِيهِمُ الدَّمُ وَلَا خَترَ قَوْمٌ بالعهد إِلا سُلِّطَ عَلَيْهِم عَدُوُّهُمُ (رَوَاهُمَا لک والطبرانی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما مرفوعاً بیان کرتے ہیں: ''جس قوم میں خیانت عام ہو جائے تو اللہ ان کے دلوں میں رعب ڈال دیتا ہے،جس قوم میں زنا پھیل جائے تو ان میں اموات بڑھ جاتی ہیں، جوقوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے تو ان سے رزق روک لیا جاتا ہے، جوقوم ناحق فیصلے کرنے لگے تو ان میں قتل عام ہوجاتا ہے اور جوقوم عہدشکنی کرتی ہے تو ان پر دشمن مسلط کردیا جاتا ہے۔''

پہلی بات۔فرمایا:

مَاظَهَرَ الْغُلُوْلُ فِیْ قَوْمٍ اِلَّا اَلْقَى اللّٰهُ فِیْ قُلُوْبِهُمُ الرُّعْبَ

''جس قوم میں خیانت عام ہوجائے اس قوم کے دلوں میں اللہ رعب ڈال دیتے ہیں۔''......وہ قوم مرعوب ہوجاتی ہے۔وہ قوم بزدل ہوجاتی ہے؛یہ وبال ہے خیانت کا۔

دوسری بات:

وَلَافَشَا الزِّنَا فِیْ قَوْمٍ اِلَّا كَثُرَ فِيْهِمُ الْمَوْتُ

''اور جس قوم میں زنا عام ہوجائے اس میں شرح موت بڑھ جاتی ہے''......کثرت اموات کثرت زنا کا وبال ہے۔

وَلَانَقَصَ قَوْمُ نِ الْمِکْیَالَ وَالْمِیْزَانَ اِلَّا قُطِعَ عَنْھُمُ الرِّزْقَ

اور جس قوم میں ناپ تول کی کمی کی برائی عام ہو جائے اللہ پاک اس سے رزق (رزق حلال) منقطع کر دیتے ہیں سکون چھن جاتا ہے۔ چوتھی بات ارشاد فرمائی۔

وَلَاحَکَمَ قَوْمٌ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّا فَشا فِیْھِمُ الدَّمُ

کہ جو قوم انصاف چھوڑ کر ناانصافی کو پسند کرنے لگے (ظلم پسند ہو جائے) اس میں خون ریزی اور قتل و غارت گری عام ہو جاتی ہے۔ یہ نتیجہ ہے ظلم و ناانصافی کا اور پانچویں بات یہ ارشاد فرمائی ہے کہ:

وَلَاخَتَرَ قَوْمٌ بِالْعَھْدِ اِلَّا سُلِّطَ عَلَیْھِمْ عَدُوُّھُمْ

''کہ جو قوم بدعہدی اور عہد شکنی کی خوگر ہو جائے اس قوم پر اس کے دشمن مسلط کر دیے جاتے ہیں۔

(بدعہدی کا وبال دنیا میں آزادی خود مختاری کا خاتمہ اور دشمن کی غلامی کی لعنت میں گرفتاری ہے)

حدیث کی روشنی میں اپنے اعمال کا جائزہ لیں:

اب ہم دیانت داری کے ساتھ حدیث مبارکہ میں بیان شدہ ان پانچوں باتوں کی روشنی میں اپنے شب و روز کا جائزہ لیں کیا ہم خیانت جیسے موذی مرض میں مبتلا نہیں ہیں؟ سب سے پہلی اور بڑی خیانت تو یہ ہے کہ اللہ نے ہمیں اپنی فرمانبرداری کے لیے پیدا کیا ہے۔ ہم غیر اللہ کی فرمانبرداری کرتے ہیں، ہمارے رشتہ دار، آل اولاد امانت ہیں، ہمارے اموال امانت ہیں، ہمارا دین ہمارے پاس امانت ہے، ہمارا جسم ہمارے پاس امانت ہے، یہ زندگی بھی امانت ہے، اور ہم نے ہر ایک میں خیانت کی ہے۔ ہم نے ہر معاملے میں بغاوت کر رکھی ہے۔

کیا ہمارے معاشرے میں زنا وبدکاری بے حیائی عام نہیں ہے......؟ توبہ توبہ...... معاذاللہ معاذاللہ!!...... ایسی ایسی خبریں پاکستان کے معاشرے کی اخبارات میں شایع ہورہی ہیں کہ دل لرز جاتا ہے۔ سگی ماں سے سگے بیٹے نے اور بھائی نے اپنی سگی بہن سے بدکاری کی ہے۔ سگے باپ نے سگی بیٹی سے منہ کالا کیا۔ یہ لرزا دینے والی خبریں چھپ رہی ہیں۔ یہ کیوں ہورہا ہے؟ اس حدیث مبارکہ سے ہمارے ہی معاشرہ کی یہ بھیانک تصویر کیوں ابھرآئی ہے؟ یہ سب اسی نظام کو پسند کرنے نافذ کرنے کا نتیجہ ہے۔ یہ سب بغاوتیں، ان کی جرأت، اسی مردود نظام نے ہی انسان میں پیدا کی ہیں...... اعاذنااللہ!۔ اس کے اسباب اسی جمہوری نظام کے تحت چلنے والے ذرائع ابلاغ ہیں۔ سرکاری ذرائع سے نشر ہونے والے پروگرام اور قومی اخبارات میں شایع ہونے والا مواد ہے۔ اپنی تمام خواہشات کو اپنی مرضی کے مطابق پورا کرنے کی مکمل آزادی کا نتیجہ ہے۔ بسوں ویگنوں، کوسٹروں میں، دکانوں پر اور ڈرائنگ رومز میں، کون سی جگہ ہے جہاں صبح سے شام تک ناچ گانے، راگ رنگ کی محفلوں میں جنسی، حیوانی جذبات کو وحشیانہ طریقے سے پورا کرنے کی دعوت نہیں دی جاتی۔ بدکاری کے لیے ماحول پیدا نہیں کیا جاتا؟؟۔

تفریح کے نام پر بے حیائی، عریانی، فحاشی کا ایک سیلاب امڈا چلا آرہا ہے۔ ٹی وی ریڈیو دیگر حکومتی سرپرستی میں چلنے والے ذرائع، آرٹس کونسلیں یعنی سرکاری چکلے اور دیگر ادارے سب سے بڑھ کر بے حیائی اور عریانی فحاشی کو عام کرنے، جنسی وحشت اور درندگی کا جنون پھیلانے میں، دین دشمنی پھیلانے میں سب سے آگے ہیں۔ ہماری شادیوں میں بھیڑوں اور بھیڑیوں کا مشترکہ اجتماع ہوتا ہے۔ بے حیائی کا ننگا ناچ ہوتا ہے۔ حکومت کی سرپرستی میں قوم کو زنا اور شراب کا رسیا بنایا جارہا ہے۔ اربوں کھربوں روپیہ خرچ کرکے قوم کو گانے بجانے کی تعلیم دی جارہی ہے۔ کیا یہ اللہ اور اس کے رسول کا مقابلہ نہیں؟ یہ بدعہدی نہیں۔

کیا ناپ تول کی بد دیانتی کے بھیانک جرم میں مبتلا نہیں ہیں؟۔

جمہوری نظام میں عیسیٰ خیلوی معزز ہے مولانا خان محمد نہیں:

جمہوری نظام کے پیدا کردہ کفر پرور معاشرہ میں جہاں عیسیٰ خیلوی معزز ہے......مولانا خان محمد معزز نہیں......نور جہاں قابل عزت ہے مگر سیدہ کائنات ام المؤمنین عائشہ صدیقہ کی عظمت وعفت کی حفاظت کے لیے کوئی قانون نہیں ہے۔

نچیئے بھڑ وے عارف لوہار کے فنکشن کے لیے سرکاری افسر چندہ کرتا ہے، سرپرستی کرتا ہے اور میں اگر سیرت النبی کے جلسہ کی اجازت کے لیے جاؤں تو میری زبان بند کر دی جاتی ہے۔ میں قرآن پڑھنا سمجھنا اور سمجھانا چاہوں تو میرے مدرسے میں پولیس آن کھڑی ہوتی ہے کہ یہ بند کر دیا جائے گا۔ مولویوں کو جیل میں ڈال دیا جائے گا۔

آج لوگوں کو دین کی بات سن کر خوشی نہیں ہوتی، آج نژادِنو کو یہود پرست، سرمایہ پرست کو؛ جمہوریت زادے کو قرآن سناؤ اور محمد رسول اللہ کے فرمان سناؤ تو ان کے منہ پرانے جوتے کی طرح سکڑ جاتے ہیں۔ ان کی پیشانیوں پر تکبر کے بل پڑ جاتے ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟۔ اس کا سبب وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے...... اللہ نے فرمایا ہے......صدق اللہ العظیم وصدق رسولہ الکریم۔

جمہوری نظام نے کفر کی طاقتوں کو مضبوط کیا:

اس مردود نظام کی ہلاکتوں اور تباہیوں کو مدنظر رکھو۔ اسی نے کفر کی تمام طاقتوں کو اتنا مضبوط کر دیا کہ وہ علی الاعلان بلاخوف وخطر کفر وشرک، بے حیائی اور بے غیرتی کی تبلیغ کر رہی ہیں۔

حکومتی ذرائع ابلاغ مسلمانوں کو کافر بنانے والی تبلیغ کر رہے ہیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ دینی جماعتوں کو کمزور کر دیا گیا ہے۔

ہماری دینی جماعتوں نے اسلام کوایک کامل ضابطے کے طور پر پیش نہیں کیا:

ہماری اس حالت و بے چارگی کا سبب ایک اور بھی ہے اور وہ بھی میں صاف صاف کہتا ہوں کہ ہماری دینی جماعتوں اور علماء کی اکثریت نے دین اسلام کوایک کامل ضابطہ حیات کے طور پر پیش نہیں کیا،لوگوں کو دلیل سے نہیں سمجھایا بلکہ اپنے اپنے مسلک کی تبلیغ واشاعت میں پوری تن دَہی سے مصروف رہے اور مصروف ہیں۔جس کا نتیجہ ہم سب کے سامنے ہے۔ یہ اہانت رسول اور مداخلت فی الدین کے اذیت ناک جرائم کا ارتکاب کرنے والے نہ صرف ارتکاب کرر ہے ہیں بلکہ وہ آزادو محفوظ ہیں اور ہم مسلکوں کی تبلیغ میں منہمک !۔

اگر آج ہم صحیح اور سچے مسلمان ہوتے تو اس ملک میں اہانت رسول کا تصور کرنے والا سوچنے والا بھی کوئی نہ ہوتا۔یہی ہمارے ایمان کی کمزوری کی دلیل ہے کہ نہ صرف اہانت رسول کے مجرم پیدا ہوئے بلکہ انہوں نے جرم کیا اور وہ دندناتے پھر رہے ہیں اور ہم رسول اللہ کی عظمت کی بھیک مانگنے والے پابند کر دیے گئے ہیں......کہ

''سنگ وخِشت مقید ہیں سگ آزاد''

اٹھا کر پھینک دو اس جمہوریت کی لعنت کو:

برادران ملت !......اپنی اس حالت پر غور کرو اور غفلت کی نیند سے اٹھو...... بیدار ہو جاؤ ......توبہ کروان بھیانک جرائم سے...... گناہوں سے......جنہوں نے ہماری دینی غیرت کو چاٹ لیا ہے......کھا لیا ہے۔ ہماری تمہاری سب کی مشترکہ مجرمانہ غفلت نے دین دشمنوں کو...... بے دینوں کو......اللہ اور اس کے رسول کے باغیوں اور دشمنوں کو طاقت وَر کر دیا ہے۔اٹھا کر پھینک دو اس جمہوریت کی لعنت کو سات سمندر پار؛ اس کے باوا انگریز کے پاس۔ٹاٹ لپیٹ دو اس کفر ساز و کفر پرور نظام کا!۔

اگر ہم دشمن کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں، فتح وغلبہ چاہتے ہیں تو مال ودولت سے اسے شکست نہیں دے سکتے۔

دین کے لیے متحد ہو جاؤ......اللہ کی طرف رجوع کرلو:

یادرکھو!......جیسے کیسے بھی مسلمان ہو......آج بھی دین کے لیے متحد ہو جاؤ......اتفاق کرلو......اپنے گناہوں سے سچے دل سے توبہ کرلو......اللہ کی طرف رجوع کرلو......قرآن کو رہنما بنالو!......تو کفر کو شکست ہوسکتی ہے۔ہمیں فتح و کامرانی نصیب ہوسکتی ہے۔مگر ہمیں سچا مسلمان، اللہ کا تابع فرمان مسلمان بننا ہوگا اور رسول اللہ کا وفادار بننا ہوگا۔

موجودہ حالات میں، اس بھڑکتی ہوئی آگ کو بے دینی وکفر کے عذاب کو عریانی وفحاشی اور بے حیائی کے سیلاب کو روکنا چاہتے ہو اور کافروں، یہودیوں، نصرانیوں، امریکی بدمعاشوں اور غنڈوں سے اگر تم آزادی حاصل کرنا چاہتے ہو تو وہ آزادی ایٹم بم سے نہیں ملے گی۔وہ اسلام کے ساتھ مکمل وابستگی اور سچی دوستی سے ملے گی۔

بنالو ایٹم بم تم نے جتنے بنانے ہیں مگر رسول اللہ کی عطا کی ہوئی تہذیب کے نمونے بن جاؤ تہذیبِ محمدی، تہذیبِ اسلامی کے سچے نمونے بن جاؤ صحابہ کی طرح۔

یادرکھو!......مسلمان جب سچا مسلمان بن جائے تو دنیا کی کوئی طاقت اسے غلام نہیں بناسکتی۔ جو صرف اللہ کا غلام ہو وہ دنیا کی تمام غلامیوں سے آزاد ہو جاتا ہے۔ بے پناہ ہو جاتا ہے۔مسلمان کی یہ آزادی اقوامِ عالم کے تمام کمزور ومجبور بے بس انسانوں کے لیے آزادی کی نوید جاں فزا بن جاتی ہے۔

آؤ!...... اپنے اس فرض اور ذمہ داری کو نبھائیں ......عہد کریں...... دنیا کی تمام غلامیوں کے طوق اتار پھینکیں......ایک اللہ کے سچے غلام بن جائیں......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا پیغام بن جائیں!......اس ناپاک ومردود نظام سے نجات کا ایک ہی راستہ ہے اور وہ ہے قرآن پر عمل اور بس! جیسا کہ جانشین امیر شریعت سید ابومعاویہ ابوذر بخاریؒ نے کہا ہے اور کتنا سچ کہا ہے!